بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48 — شمارہ 8

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ: سالانہ 150 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

8 ذیقعدہ 1419 ہجری 25 تبلیغ 1378 ہش 25 فروری 1999ء

لندن ۹۹-۲-۱۵ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

۱۲ فروری کو حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آیت الکرسی کے حوالہ سے صفات باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازئ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب جماعت دُعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور حامی و ناصر ہو۔

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔ یہانتک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمت گاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے۔ تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے۔ کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہاء فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اٹھائے نفع پہنچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اٹھ جائے یا کسی ایسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو۔ انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ پھر کس قدر بیحیائی ہے۔ کہ انسان غیروں کے دروازے پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے۔ جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور مربی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ رأفت اور محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۔ (البقرۃ:۲۰۸)

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دیں۔ تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:۱۱۳)۔ اس جگہ اسلم وجھہ للہ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے۔ خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔

حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

وقف کا مفہوم

کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کوئی غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے۔ اور دنیا، اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔ اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتی ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۹۱-۸۹)

"مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو ......"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں

یتامیٰ، بیوگان اور مساکین کی کفالت و نگہداشت اور ان کی اعلیٰ رہائش و تعلیم و تربیت سے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جماعت کو نہایت اہم تاکیدی نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹ جنوری ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۹ جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۵ "ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن ...... الخ" کی تلاوت کی اور پھر اس آیت کریمہ کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ یہاں عہد سے مراد عہد امانت ہے جو آنحضرت ﷺ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے ساری امت پر ڈالا ہے۔ اس میں اللہ کا عہد بھی اور بندوں کی امانتوں کے حق ادا کرنا بھی شامل ہے۔ اس مضمون کی ایک اور آیت جس کا یتامیٰ، بیوگان اور مساکین وغیرہ سے تعلق ہے وہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سال رمضان میں سورۃ النساء کے درس کے دوران یتامیٰ، بیوگان و مساکین وغیرہ سے متعلق احکامات کی بابت تفصیلی ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن آج خصوصیت سے یتامیٰ، بیوگان اور بے سہارا عورتوں سے متعلق خصوصی نصیحت کی غرض سے ان آیات کا انتخاب کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا میں یتامیٰ اور بیوگان کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جنہیں جماعت کی بنا پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ کچھ شہداء ہیں، ان کی بیوگان اور یتیم بچوں کے لئے خدا کے فضل سے جماعت پوری طرح نگران ہے اور ان کی کفالت کرتی ہے اور حسب توفیق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

میرے پیش نظر دنیا کے وہ مظلوم ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں۔ ان میں سے اول طور پر مسلمان ہیں اور پھر دوسرے سب جن کا کوئی بھی مذہب ہو کیونکہ غربت اور بیچارگی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ نے یتیم کی کفالت کی فضیلت واہمیت کے ضمن میں احادیث نبویہ بھی پیش فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو اکٹھا کیا اس طرح کہ کچھ فاصلہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس حدیث نبوی کے معانی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بکفالت یتیم میں کوئی بھی شخص آنحضرت ﷺ کے مرتبہ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے کافلِ یتیم کو اپنے قریب ظاہر فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جارہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جارہی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ کو جو یتامیٰ کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اس کا اختصار سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے لئے رہائش کا بھی اور تعلیم کا بھی بہت اعلیٰ درجہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قادیان میں ایک رواج تھا کہ کسی یتیم کو لے کر اچھی تربیت کرنا، اسے اپنے گھروں میں پالنا یہ بہت اچھی روایت تھی۔ جماعتی انتظامات کے تحت خواہ کیسا ہی اچھا انتظام کیوں نہ ہو لیکن براہ راست گھر میں یتیم کو پالنا بالکل اور بات ہے۔ اس وقت روزمرہ آزمائش بھی ہوتی ہے، صبح سے شام تک ذمہ داریوں کا بہت مصروف وقت ہوتا ہے ان میں ہر لمحہ یا ہر قدم پر ایک آزمائش ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں کہ گھروں میں یتیم کو رکھیں اور اس کی اعلیٰ تربیت کریں۔ حضور نے فرمایا لیکن جب یتیم بالغ ہو جائے تو اس بنا پر کہ گھر میں بچوں کی طرح پلا ہے آپ محرم وغیر محرم کے رشتے کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں گھر میں یتیم کو پالنے کا ذکر نہیں۔ بعض دفعہ آدمی مہربان ہوتا ہے مگر بیوی نہیں۔ اگر وہ کھانے میں اپنی موجودگی میں یتیم کو شامل کرے تو بیوی کو بدخلقی کی جرأت نہیں ہوسکتی۔

ایک حدیث میں تھا کہ ایک صحابیہ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ کیا اپنے خاوند اور زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا صدقہ شمار ہوگا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے دوہرا ثواب ہوگا، ایک قرابت کا حق ادا کرنے کا اور دوسرے صدقہ کا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس گھر میں یتیم پلتے ہیں اس میں عورت کا بڑا دخل ہے اور ناممکن ہے کہ عورت نیکی دل نہ ہو اور اس گھر میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں۔ جب تک بیوی نیک دل نہ ہو اس وقت تک یتیموں کے لئے جنت نما گھر نہیں بن سکتا۔ حضور ایدہ اللہ نے مذکورہ حدیث کے حوالہ سے فرمایا کہ بعض صورتوں میں عورتیں بھی خاوند کو پالتی ہیں۔ وہ خاوند جو عورتوں کی کمائی کھانے کے عادی ہوں وہ سمجھیں گے شاید ان کے لئے اس حدیث میں جواز ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس کا بالکل کوئی جواز نہیں۔ خاوند کا بیوی کے مال پر کوئی حق نہیں۔ حدیث سے واضح ہے کہ وہ ایسے خرچ کرتی ہے گویا صدقہ ہے۔ غیروں کے صدقہ کی بجائے ایسے لوگ بیوی کے صدقے پر پلتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ایسی عورت کو دہری جزا ملے گی، ایک صدقہ کی اور دوسرے رشتہ داری کو نبھانے کی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ بیوگان کی عزت کے نہ صرف یہ کہ خود محافظ تھے بلکہ دوسروں سے بھی ان کی عزت کی حفاظت کرواتے تھے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میں دو ناتوانوں یعنی یتیم اور عورتوں کے حقوق کو دبانے کے خلاف اعلان کرتا ہوں...... حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے مال کو بچانے کا ذریعہ بناتے ہوئے یتیم کے مال کی تجارت نہیں کرنی۔ ایک اور حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوگان اور مساکین کی خدمت میں لگا رہنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس کی طرح جو قائم اللّیل اور صائم النّہار ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان کی خدمت میں لگا رہتا ہے اس سے اگر ان دوسری نیکیوں میں اس وجہ سے کچھ کمی رہ جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں ان دوسری نیکیوں میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس وقت بہت سے خدمت کے ایسے میدان خالی پڑے ہیں جہاں یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں حضور نے مثال کے طور پر سیرالیون کا ذکر فرمایا اور انگلستان کے احمدی ڈاکٹروں کی خدمات اور دیگر صدقات وزکوٰۃ سے بھاری رقم خرچ کرنے کا ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ میں آپ سب جماعتوں کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یتیم اور بیوگان کی ایک عام شکایت دنیا میں ہوگئی ہے۔ بہت کثرت سے لوگ ظلموں کا شکار ہوتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمان ہیں سردست اگر مسلمانوں کی ذمہ داری ادا کرنے کی جماعت کوشش کرے تو اگرچہ یہ بہت بڑا کام ہے مگر میں امید رکھتا ہوں کہ خدا ہماری توفیق بڑھاتا چلا جائے گا۔

خدا کی محبت حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کرو

(حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمه الله علیه)

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 25 فروری 1999

جانوروں سے بھی بدتر!

قارئین بدر کو نہایت دُکھ بھرے دل سے اطلاع دی جاتی ہے کہ پاکستان کے سرکاری ملّاؤں نے پاکستانی اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں ۲۳ر نومبر کو ایک احمدی کی نعش قبر سے اُکھاڑ کر باہر پھینک دی۔ یہ مخلص احمدی مکرم خلیل احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد امین صاحب ۱۳ر نومبر کو وفات پائے تھے۔ اور آپ کی تدفین کے وقت گاؤں کے غیر احمدی اور احمدی شرفاء سب موجود تھے۔

جب مقامی آبادی کو اگلے روز اس گھناؤنی اور انسانیت سوز حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے مقامی پولیس کو اطلاع دی لیکن سابقہ کی طرح پاکستانی پولیس نے نہایت بُزدلی کا مظاہرہ کیا اور تاحال شرپسندوں کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ باوجود اتنے دن گزر جانے کے نعش میں کسی قسم کے بدبو کے اثرات ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ پاکستان کے سرکاری مُلّا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر مخلوق ہوچکے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا۔ اسلام کا نام رہ جائے گا۔ قرآن مجید پر عمل کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ مسجدیں ہدایت سے خالی ہو جائیں گی اور ملاں بدترین مخلوق بن جائیں گے (مشکوٰۃ کتاب العلم صـ۳۸) آج یہ سب آثار من وعن ظاہر ہو رہے ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ کس طرح دونوں بھائیوں میں سے ایک کی قربانی کو اللہ نے اس کے متقی ہونے کی وجہ سے قبول فرمایا تھا تو دوسرے بھائی نے جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کردوں گا۔ اس کے بھائی نے کہا کہ اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے ہاتھ اُٹھائے گا تو بھی میں قتل کی نیّت سے تجھ پر ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ لیکن اس بھائی نے جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اپنے بھائی کو قتل کرکے زمین پر پھینک دیا اور دشمنی سے اس کو قبر میں دفن بھی نہ کیا۔

قاتل بھائی کو سبق سکھانے کیلئے اللہ نے ایک کوّا بھیجا جس نے ایک ایسے کوّے پر جو مرچکا تھا زمین سے مٹی کرید کرڈالنی شروع کی اس سے قاتل بھائی سخت شرمندہ ہوا اور بولا

يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ (المائدہ:۳۲)

کہ ہائے افسوس! میں اس بات سے بھی عاجز آگیا کہ اس کوّے کی طرح کم از کم اپنے بھائی کی نعش کو دفن ہی کردیتا۔

لیکن پاکستان کے سرکاری مسلمان اور سرکاری ملاں باوجود قرآن مجید پڑھنے کے جانوروں سے بھی سبق حاصل کرنے سے عاجز ہوچکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سرکاری ملاؤں نے اپنے علاوہ جس جس فرقہ کے مسلمانوں کو کافر کہا ہے ان سب کے متعلق اُن کا فتویٰ ہے کہ وہ کافر ہونے کی وجہ سے مرتد ہوچکے ہیں اور مرتد کی نعش کو قبرستان سے اُکھاڑنا ان کے نزدیک نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے اور اس کے حوالے ان کی کتب میں موجود ہیں چنانچہ بریلوی عالم مفتی محمد رئیس اختر القادری المصباحی بارہ بنکوی صدر شعبہ افتاء مرکز اہلسنّت جامعہ حضرت بلال بنگلور اپنے کتابچہ "دیوبندی جنازہ کا پوسٹ مارٹم" میں لکھتے ہیں:

"معزز قارئین بات دراصل یہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "براہین قاطعہ"۔ "تحذیر الناس" "حفظ الایمان" میں اللہ عزوجل ——— اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں صریح توہین کیں جس سے شرعاً ان پر کفر لازم آتا تھا۔ ان کتابوں کے چھپنے کے بعد مسلسل تیس سال تک علمائے اہل سنت اور وہابی علماء دیوبند کے مابین متعدد مناظرے مباحثے ہوئے۔ طرفین سے سینکڑوں کتابیں ان کفریات کے باعث لکھی گئیں لیکن اللہ ورسول کے ان گستاخوں نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر عمر بھر کبھی میدانِ مناظرہ میں آکر اپنی خرافات کی توجیہہ وتاویل پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکے۔ بالآخر ان کے راہ راست پر آنے سے نااُمید ہو کر امام اہلسنّت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے المعتمد المستند ۱۳۲۰ھ میں ان گمراہ مرتد بدباطن خبثاء پر حکم شرعی نافذ فرمایا۔ اب سنئے مرتد اور کافر کے متعلق دیوبندی شریعت کا کیا حکم ہے:

"اور جب مرتد مرجائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کردیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے"۔

پھر لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کی تدفین کیلئے وقف ہے کسی غیر مسلم کا اس میں دفن کیا جانا "غصب" ہے اور جس مُردہ کو غصب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا نبش (اُکھاڑنا) لازم ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں اس کی تشریح موجود ہے کیونکہ کافر ومرتد کی لاش جبکہ غیر محل میں دفن کی گئی ہو لائق احترام نہیں"۔

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے

رمضان المبارک کی فضیلت اور رمضان کے مسائل کا بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۵ر فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. یُرِیْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.(سورۃ البقرۃ:۱۸۶)

یہ سورۃ البقرہ کی ایک سو چھیاسویں آیت ہے۔ چونکہ رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور یہ رمضان کا پہلا جمعہ ہے اسلئے جیسا کہ ہمیشہ میرا دستور رہا ہے رمضان کی فضیلت سے متعلق کچھ احادیث اور رمضان کے مسائل سے متعلق احادیث پیش کیا کرتا ہوں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات بھی جو انہی باتوں سے متعلق ہیں۔ پہلے اس کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آیت پڑھی گئی ہے۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا۔ اس کے ترجمے کچھ معمولی فرق کے ساتھ مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ جو چوٹی کے اہل لغت ہیں انہوں نے مبتدا اور خبر وغیرہ کی اور متعلق خبر وغیرہ کی بحثیں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان کی وجہ سے جواز دو میں ترجمہ کیا جائے اس میں کچھ معمولی فرق پڑے گا اور یہ فرق دکھائی بھی دیتے ہیں لیکن جہاں تک مضمون کا تعلق ہے مضمون وہی رہتا ہے تو اس تمہید کے ساتھ یعنی اس اعتذار کے ساتھ کہ اس مجبوری کی وجہ سے بعض احباب کو ترجمے میں تھوڑا سا فرق دکھائی دے گا میں اب دوبارہ پھر ترجمہ پڑھنا شروع کرتا ہوں۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسی ہدایت کے طور پر جو بینات پر مشتمل اور حق و باطل میں تمیز کر دینے والی ہے پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پورا کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اس ضمن میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو احادیث میں نے چنی ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتح ربانی سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے محفوظ رہنا چاہئے تھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ بالکل واضح حدیث ہے اس کے سمجھنے میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو عام سادہ اردو جاننے والے کے لئے مشکل پیش ہو۔ رمضان کے مہینے کو اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر ادا کیا جائے اور روزے رکھے جائیں تو یہ اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں یعنی رمضان کے مہینے میں پھر وہ روحانی لحاظ سے دھل کر نکلتا ہے اور کوئی پرانا داغ اس کے روحانی بدن کو میلا کرنے والا باقی نہیں رہتا۔

دوسری حدیث سنن النسائی کتاب الصیام سے لی گئی ہے۔ عَنْ نَضْرِ ابْنِ شَیْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی سَلْمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ۔ اس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ نذر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے براہ راست سنی ہو، بیچ میں کوئی اور واسطہ نہ آیا ہو۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے کہ اس کا قیام کیسے کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کو قائم کیا جاتا ہے اور اگر کوشش اور محنت اور توجہ سے نماز کو قائم نہ رکھا جائے تو بار بار اس میں گرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے تو جس حد تک تقاضے پورے نہ ہوں اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ اتنی نماز گر گئی۔ رمضان کا بھی یہی حال ہے۔

رمضان کے روزے رکھنا قیام نماز کی طرح ہے جہاں جہاں بھی کوئی انسان اس کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہے گا اس حد تک رمضان کھڑا نہیں رہے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے یعنی سنت جاری کر کے بتا دیا ہے اس طرح رمضان کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اسی طرح جس طرح میں نے رمضان گزارے ہیں تم بھی رمضان گزارو تو تم نماز کی طرح رمضان کو بھی قائم کرنے والے کہلاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا پس جو اس کے روزے رکھے اور اسے قائم کرے۔ کس حالت میں قائم کرے؟ ایمان کی حالت میں اور نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے۔ تمام وقت ایمان کی حالت میں رہے اور ہمیشہ نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے باہر نکل آئے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ یعنی پاک وصاف فطرت لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ سے باہر نکلا تھا اسی طرح اس رمضان سے باہر نکلے گا، اگر یہ شرائط پوری کرے گا۔

ایک اور حدیث ہے جو اکثر آپ سنتے رہتے ہیں اس کی کچھ تشریح کی ضرورت ہے۔ وہ ہے رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔ الترمذی کتاب الصوم سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک بھی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا اور آگ سے بچائے جانے والے اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔ (سنن الترمذی)

یہ جو اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں یہ ترجمہ ہے اس کا وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ اور لِلّٰهِ کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے اور اللہ ہی کی خاطر عتقاءُ مِنَ النَّارِ آگ سے جو لوگ بچنے کی توفیق دئے جاتے ہیں، جن کو آگ سے بچایا جاتا ہے وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں۔ جس میں یہ مفہوم مضمر ہے کہ اگر ان کا رمضان اللہ کی خاطر بسر ہوگا تو اللہ کی خاطر ہی پھر ان کو آگ سے بھی بچایا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے اللہ کے بندے اس دن آگ سے بچائے جاتے ہیں، مجھے تو اس سے اختلاف ہے۔ یہاں اللہ کے بندے مراد نہیں، بندے تو ہیں لیکن لِلّٰهِ عُتَقَاءُ اللہ کی خاطر جنہوں نے رمضان بسر کیا وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جائیں گے یعنی اللہ اس بات کا لحاظ رکھے گا۔ وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلٍ ۔ تو یہ ہوتا ہے ہر رمضان کی رات کو یہ ظرف بن جائے گا اس لئے كُلَّ لَیْلٍ ہو جائے گا پس ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ تشریح طلب حدیث ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان کی راتوں

کو یا رمضان کے آغاز پر بھی جہنم کے سارے دروازے بند نہیں کیے جاتے اور جنت کے سارے دروازے کھولے نہیں جاتے۔ یعنی عام بنی نوع انسان کے لئے جو اللہ کی خاطر رمضان بسر نہ کرتے ہوں، اور ایسا ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ خدا کے نام پر تہوار منائے جاتے ہیں اور ان تہواروں میں حرکتیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کی خاطر نہیں ہوتیں۔ اب رمضان کے مہینے میں بھی جہاں تک ہمارا علم ہے جو مسلمان ممالک سے خبریں آتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر راتیں وہ جشن کی طرح مناتے ہیں اور عیش و عشرت میں صَرف کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو شراب کے عادی ہوں وہ آخر وقت تک، اذان تک شراب خوری کرتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ اب شیطان نے بند ہونا ہے۔ جب روزہ شروع ہوگا تو شیطان بند ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یہ فرما رہے ہیں رمضان کے وقت شیطان بند ہو جاتا ہے تو اگر مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ وہاں شیطان بند نہیں ہوتا تو باقی ممالک کا اندازہ کریں کہ کیا حال ہوگا۔

آج کل اب یہ کرسمس کے دن ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی گستاخی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نام پر کرسمس منائی جا رہی ہے اور شیطان کو ایسی کھلی چھٹی ملی ہے کہ کم ہی دوسرے وقتوں میں ملتی ہوگی۔ ہر قسم کے ظلم و ستم، بے حیائیاں یہاں جاری ہیں مگر ایک خوبی بھی ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے، وہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ ضرور کھولتی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے غریب عیسائی ممالک کے بچوں کے لئے خصوصیت سے اہل انگلستان بہت محنت کر کے خوبصورت عیدیوں کے ڈبے تیار کرتے ہیں۔ جس طرح ہماری عید ہوتی ہے اس طرح کرسمس کی بھی عیدی ہوا کرتی ہے اور یہ وہ دروازہ ہے جو ان میں سے کئیوں کے لئے اللہ فضل کرنا چاہے تو جنت کا دروازہ ہے جو کھل جائے گا۔ یہ بکثرت مثلاً رومانیہ میں جو عیسائی ملک ہے، غریب ملک ہے عیسائی بچے بہت سے ایسے ہیں جو محتاج ہیں کہ ان کو کوئی تحفہ دیا جائے اور کثرت سے ان میں ایڈز کے مریض بھی ہیں اور یہ لوگ اس پہلو سے اتنا خیال رکھتے ہیں کہ تمام عیسائی ملاک میں جہاں جہاں گھرے ایڈز کے مریض ہیں ان کے بچوں کو بھی خوش کرنے کے لئے وہ خوبصورت تحفے بناتے ہیں اور پیکٹس میں ڈالتے ہیں اور اس کے لئے لاکھوں انگریز مرد عورتیں اور بچے ہیں جو محنت کر کے یہ تیار کرتے ہیں۔ توانہوں نے تو اپنے لئے ایک ایسا دروازہ کھولا جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت کی ایک کھڑکی تو ضرور ہے یہ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ممالک کو یہ بھی توفیق نہیں ملتی۔ اب **سعودی عرب اور کویت وغیرہ جن سونے کے پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی ایک چٹان ہی کو استعمال کر لیں اور جتنے مسلمان غریب ممالک میں بسنے والے بچے ہیں ان کی عید بنا دیں یا رمضان کے مہینے میں ان کے لئے رمضان کے پورا کرنے کے سامان مہیا کر دیں اور آنے والی عید پر ان کے لئے تحفے مہیا کریں تو بہت بڑی خدمت ہے۔** کل عالم اسلام میں چونکہ غربت زیادہ ہے اس لئے یہاں تو اس خدمت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ تو ان سے، غیروں سے ہی سبق سیکھیں اور وہ دروازے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ان دروازوں کو اپنے اوپر کھولیں اور مسلمانوں کے لئے کھول دیں۔ مگر اللہ تو کھولتا ہے مگر ان کو یہ دروازے کھولنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ تبصرہ تنقیدی نہیں بلکہ ناصحانہ ہے۔ یہ خبریں جن مسلمان ممالک تک پہنچتی ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کی انٹیلیجنس ان کو میرے خطبات کے متعلقہ حصے پیش کرتی ہیں تو اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اس بات پر گہری نظر رکھ رہے ہیں کہ احمدیت کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس لئے یہ خبریں ضرور ان میں سے ان لوگوں کو پہنچیں گی جو فیصلہ کرنے کے مجاز ہوا کرتے ہیں۔ تو **اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسی رمضان میں نہ سہی تو اگلے رمضان میں ہی ایک مستقل نظام جاری کر دیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلمان ممالک پر یہ جنت کے دروازے کھلنے لگیں۔**

ایک حدیث ہے جو کتاب الطہارۃ صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کبائر سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔ یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست انتظام کیا ہوا ہے کہ محافظین کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ایک دن بھی سال کا ایسا نہیں بچتا جس میں شیطان حملہ آور ہو اور اس کو رد کرنے کے سامان نہ ہوں۔ تو فرمایا کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے۔ یہاں کبائر کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، کبائر سے بچنے والے، بڑے گناہوں سے بچنے والے بھی بہت سے ہیں جو روزمرہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو نظر انداز فرما دیا ہے۔ فرمایا کبائر سے بچنے والے کے لئے پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز پر اقرار کرتا ہے کہ اے خدا مجھے سچی عبادت کی توفیق عطا فرما، مجھے منعم علیہ گروہ کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما، مجھے مغضوبوں کے رستے سے بچا، ضالین کے رستہ سے بچا۔ اب یہ ساری باتیں کبائر سے بچانے والی نہیں تو اور کیا ہیں اور ہر روز پانچ مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ پھر ایک جمعہ اگلے جمعہ تک یہ روز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ ان امور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جن کی روزانہ پانچ وقت توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہو جاتا ہے یعنی رمضان سے رمضان تک کا سلسلہ اسی طرح روز بروز کی پانچ نمازوں اور جمعوں کے ذریعہ ملتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا سال انسان کبائر سے بچنے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے اور اگر بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بچانے کے لئے بہت عظیم الشان انتظام جاری فرما رکھے ہیں۔

ایک بات رمضان مبارک میں بہت زیادہ خرچ کرنے کی تلقین ہے، اتنا زیادہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی رفتار تو تیز ہواؤں کی طرح تھی لیکن رمضان میں یوں لگتا تھا جیسے جھکڑ آ گیا ہو۔ ان ہواؤں کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کیا صرف مال نکلتا ہی ہے یا اللہ تعالیٰ اموال میں برکت کا بھی اسی کو ذریعہ بناتا ہے۔ تو اس حدیث میں یہ نسخہ درج ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ ذاتی خواہش نہیں تھی کہ میں خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے وہ مال کو بڑھائے، یعنی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ قومی اموال کو بڑھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ نسخہ تھا۔

اور یہ حقیقت ہے، ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انفاق ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے قومی خزانے اتنے بھر دئے گئے کہ پھر وہ ملک در ملک خدا کا یہ مالی فیض بھی بنی نوع انسان کو پہنچاتے رہے، غریبوں کو پہنچاتے رہے اور وہ خزانے ختم ہونے میں نہیں آتے تھے۔ تو یہ وہ نسخہ ہے جو مال بڑھانے کا نسخہ ہے جو انفرادی لحاظ سے بھی اطلاق پاتا ہے۔** اس لئے وہ لوگ جو رمضان کے مہینے میں خرچ کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی اور بہت سے جماعت کے غرباء اس سے استفادہ کریں گے۔ خدا کی خاطر خرچ کریں، اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی نیت سے خرچ کرنا لازم ہے۔ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو بہت زیادہ بندے کے شکر کا شکر ادا کرنے والا ہے وہ ایسے بندوں کے اموال میں برکت دے گا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔** اب دیکھیں اس کے ساتھ شرط ہے، نماز اور روزہ اور ذکر کرنا بڑھاتا ہے۔ یہ شرط پوری ہونی ضروری ہے۔ **نماز کا حق ادا کیا جائے، روزے کا حق ادا کیا جائے، ذکر الٰہی کا حق ادا کیا جائے، اس کے ساتھ اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔** قرآن کریم میں جہاں سات سو گنا بڑھانے کا ذکر ملتا ہے وہ بالیوں کی تعداد کے اشارے سے ایک دانے سے اتنی بالیاں نکلتی ہیں اس سے استنباط ہوتا ہے کہ سات سو گنا بڑھاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ وعدہ ہے جس کے لئے چاہے اس سے بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔ تو تعداد جب بیان کی جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعداد بیان کی جاتی ہے تو صرف بندوں کو ایک ترغیب کی خاطر، سمجھانے کے لئے اور دوسرے لفظوں میں کم سے کم یہ تو ہوگا ضرور اور اس سے بہت زیادہ بھی ہوگا۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے اور ساری دنیا میں فیض پہنچ رہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے جو خرچ کیا، انفاق فی سبیل اللہ، اس کو خدا نے دیکھو کیسے رنگ دلائے، کیسی برکت دی اور انفرادی طور پر بھی یہ ممکن ہے کہ ساری جماعت کے اموال میں بہت برکت پڑے مگر شرط وہی ہے جو حدیث کے حوالے سے میں نے بیان کی ہے۔ **نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی سے معمور ہو کر پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے۔**

مطرفؒ سے روایت ہے، سنن النسائی کتاب الصوم سے یہ روایت لی گئی ہے، کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا انہوں نے دودھ منگوایا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا، ویسے روزہ رکھا ہوا تھا۔ عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو جسے آگے آگے سپاہی لے کے چلتا ہے تاکہ تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ڈھال پر رک جائے اور اسے گزند نہ پہنچے اسی طرح روزہ انسان کے لئے ڈھال بن جاتا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے، ایک ایسا قلعہ ہے جسے مضبوط کر دیا گیا اس میں شیاطین کو داخل ہونے کی اجازت ہی نہ ہو۔ تو رمضان میں روزے رکھنا ایک حصن حصین تعمیر کرنے کے مترادف ہے ۔اپنے لئے یہ قلعے تعمیر کر لو جن کو ہر طرح سے برجوں سے محفوظ کر دیا گیا ہو اور شیطان کو ان قلعوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔

ایک حدیث جو ہمیشہ آپ کے سامنے میں رکھتا ہوں اور یہ وہ حدیثیں ہیں جن میں سے اکثر آپ کے سامنے ہر رمضان میں رکھی جاتی ہیں لیکن ہر رمضان میں لازم ہے کہ ان کو دہرایا جائے تا کہ اگر سال پہلے کی بات کچھ لوگ بھول چکے ہوں تو ان کو یاد آجائے اور نئے بچے جو جوان ہو کے اب شامل ہو رہے ہیں اور نئے ہونے والے احمدی جو اب ان خطبات سے پہلے سے بڑھ کر استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ سب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت سے استفادہ کر سکیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر یہ ہدایت دی تھی کہ جو میری باتیں سنتا ہے، جو حاضر ہے میری مجلس میں وہ غائب کو یہ پہنچا دے۔ تو اللہ کی شان ہے کہ **جماعت احمدیہ کو اب ٹیلی ویژن کے ذریعے یہ توفیق ملی ہے جو دنیا میں کسی مسلمان بڑی سے بڑی حکومت کو بھی توفیق نہیں ملی کہ دنیا کے کناروں تک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کی توفیق نصیب ہو رہی ہے** اور کثرت سے اسی کی خاطر خدا کے بندے اکٹھے ہوتے ہیں اور غور سے ان سب باتوں کو سنتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ بڑی بھاری تعداد ان میں سے ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو گی۔ یہ جو مرکزی بات ہے یہ بتانی ضروری ہے سب کے لئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں سوائے روزہ کے، یقیناً وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔ اب انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں روزہ بھی تو اس کے اپنے ہی لئے ہوتا ہے، روزے کے فوائد بھی تو اسی کو حاصل ہوتے ہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ میں اس کی جزا ہوں یعنی روزے کی جزا۔ مطلب یہ ہے کہ روزے کے دنوں میں، روزے کے اوقات میں انسان ان حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جو دیگر ایام میں حلال ہیں اور رمضان کی بہت سی راتیں ایسی بھی آتی ہیں جن میں وہ راتوں کو حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے تو یہ ایسا معاملہ ہے جو دوسرے دنوں میں روزے کے سوا دیکھنے میں نہیں آتا۔ پس فرمایا کہ چونکہ میری خاطر وہ ایسا کرتا ہے، میرے جاری کردہ حلال کو میری خاطر وقتی طور پر اپنے اوپر حرام کرتا ہے تو میں اس کی جزا بن جاتا ہوں اور اس سے بڑی جزا روزے کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خود اس کی جزا بن جائے۔

اور اسی حدیث کے تسلسل میں "میں اس کی جزا ہوں" کا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے یعنی جزا کیوں بنتا ہوں کیا کیا اعمال کرو گے تو میں جزا بنوں گا یہ اس کی تشریح ہے آگے۔ "روزہ ڈھال ہے" ابھی یہ بات گزر چکی ہے ۔پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو چاہئے کہ وہ کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ اتنا سا کہہ دے۔ مطلب یہ ہے کہ لڑنا مجھے بھی آتا ہے، میں بھی ناجائز حملے کا جواب دے سکتا ہوں۔ مگر اللہ کی خاطر رک گیا ہوں۔ تو "میں اس کی جزا ہوں" اس طرح بنتی ہے بات۔ جب خدا کی خاطر انسان عام جائز باتوں سے بھی رک جاتا ہے اس لئے اس کی جزا بنتا چلا جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے ﷺ۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اب یہ بات بھی سمجھنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بو یا بدبو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بدبو آئے یا خوشبو آئے خدا کی ذات ان چیزوں سے بالا ہے۔ تو کستوری سے زیادہ پیاری ہے، اس سے یہ بھی لوگ سمجھ سکتے ہیں یعنی لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کو کستوری کی خوشبو بہت پسند ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ روزہ دار روزہ کی بنا پر کھانے پینے سے محروم رہتے ہوئے اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے منہ سے روزے کی بو آنے لگ جائے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو روزہ نہ رکھتا ہو اور کستوریاں کھا کھا کر اس کے منہ سے خوشبوئیں اٹھ رہی ہوں، اللہ فرماتا ہے اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔ یعنی روزہ رکھو خواہ منہ سے بدبو آئے اور چونکہ اللہ کی خاطر تم اس بدبُو کو برداشت کرتے ہو جو خود مومن کو پسند ہی نہیں۔ یہ نہ کوئی کہے کہ اللہ کو پسند ہے مجھے بھی بدبُو پسند ہو گئی، ہرگز یہ مراد نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ بو کے معاملے میں زُود حس اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے باوجود اس کے محض خدا کی خاطر منہ بند رکھنے کے نتیجے میں منہ سے جو بو اٹھتی ہے اسے رسول اللہ ﷺ برداشت کر لیتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کی خاطر ایک ایسا بندہ جو بو سے گویا الرجک ہو، تصور بھی نہ کر سکے کہ اس کے پاس سے، اس کے بدن سے، اس کے منہ سے بو اٹھے اور وہ برداشت کر رہا ہے تو یہ بات خدا کو بہت پسند ہے بہ نسبت ایسے بے روزہ دار کے جو خوشبوئیں لگائے پھرے اور اس کے منہ میں ہر وقت کچھ کھانے پینے کی خوشبودار چیزیں ہوں، اس کے منہ سے کستوری کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں خدا کو ایسے بندے کی خوشبوؤں کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔

'روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اوّل جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے'۔ جب بھی افطار کرتا ہے ایک خاص خوشی پہنچتی ہے اور اس خوشی کے نتیجہ میں بعض لوگ اتنا افطار کر جاتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں پتلے ہونے کی بجائے موٹے ہونے لگتے ہیں اور یہ خوشی کا تو اظہار بہرحال ہے۔ سارا دن کے رکے ہوئے بھی جب کھاتے ہیں تو پھر بے تحاشا کھانے لگ جاتے ہیں، تو یہ مراد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی تو روزہ کھولا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی روزہ کھولتے رہے ہیں ہمارے سامنے یعنی انہی دنوں کی بات ہے، اس زمانے کی ۔روزہ کھولتے وقت خوشی تو ہوتی ہے مگر اس خوشی میں کھانا بے تحاشا نہیں کھایا جاتا۔ ہاتھ روک کر کھانا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہاتھ روکنے کی توفیق زیادہ تھی۔ جن کو کم ہے ان کو کم ہو گی مگر کوشش یہ کریں کہ اپنے آپ کو کھلی چھٹی نہ دیں تا کہ رمضان کے ساتھ جو برائیاں اتریں گی ان برائیوں کے علاوہ کچھ چربی بھی اتر جائے اور انسان ہلکا پھلکا جسمانی بدن لے کر رمضان سے باہر آئے۔ تو ایک وہ خوشی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔ دوسری اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کے باعث خوش ہو گا۔ یہاں رب سے ملے گا کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مرنے کا انتظار کرے کہ مرنے کے بعد رب سے ملے گا۔ جس نے روزہ رکھا خدا کی خاطر اس کو افطار کی طرح نقد و نقد خوشی پہنچتی ہے، اللہ اسے ملتا ہے اور اس کی راتیں اور بھی پہلے سے زیادہ روحانیت سے شاداب ہو جاتی ہیں اور اللہ کے آنے سے اس کی راتیں خوشبوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ تو اللہ سے ملنے کی خوشی روز بروز ہوتی ہے، نقد و نقد سودا ہے اس کے لئے موت کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ کیوں؟ جن کو اس دنیا میں خدا سے ملاقات میسر نہ ہو ان کو قرآن کریم کی رو سے قیامت کے دن بھی ملاقات میسر نہیں ہو گی۔ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کے دن بھی اندھے ہی اٹھائے جائیں گے۔

ایک اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑے یا گالی دے تو چاہئے کہ اسے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں'۔ یہاں دو بار کہنا باقی پچھلی روایت سے کچھ مختلف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرسری طور پر منہ سے نہ نکلے۔ کہے پھر غور سے سمجھ لے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، پھر کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ ساری باقی حدیث وہی ہے جو اس سے پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔

روزے کے متعلق ایک حدیث جو مسند احمد سے لی گئی ہے۔ ابو نصر نے اپنے والد ابوامامہؓ سے یہ روایت سن کر بیان کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا کوئی بدل نہیں یا یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ تو اگر روزے کے حقوق ادا کرے گا تو ساری عبادتیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں اسلام کے تمام احکامات روزے میں داخل ہو جاتے ہیں تو اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰن کا یہ بھی ایک مطلب ہے کہ رمضان کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کو سمجھنا ہو تو قرآن کریم کے تمام مصالح اور مفادات تمہارے روزوں سے یا رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ **رمضان کے حقوق ادا کرو گے تو قرآن کے حقوق ادا کرو گے اور وہ حقوق ایسے ادا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے یہ باتیں تم پر کھول دی ہیں**۔ اس لئے کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہیں رہا۔

ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے'۔ یہ جو سحری کی برکت ہے یہ تو ہم نے روزمرہ گھروں میں اس طرح بھی مشاہدہ کی ہے کہ وہ بچے جو روزہ نہیں بھی رکھ سکتے وہ بھی سحری کے شوق میں اٹھ جاتے ہیں یعنی تہجد کے وقت اٹھتے ہیں حالانکہ روزمرہ ان کے لئے نماز بھی فرض نہیں اور نماز کے لئے اٹھنا فرض نہیں ہے مگر سحری میں ایک ایسی برکت ہے کہ اس کا شوق پھیل جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی کہتے ہیں ہمیں سحری کے وقت ضرور جگانا اور ساتھ اگر کوئی سویاں وغیرہ بھی ہوں کوئی میٹھی چیز ہو تو اور بھی خوش ہوتے ہیں۔ تو ان بچوں کی خاطر اپنی سحری میں کچھ اچھی میٹھی چیزیں بھی شامل کر لیا کریں تا کہ بچوں کو بچپن ہی سے عادت پڑ جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ سحری کھایا کرو کہ سحری میں برکت ہے اس ہدایت کے بھی ہر پہلو پر عملدرآمد ہو۔

صحیح بخاری کتاب الصوم میں سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی بھول کے کھائے پیئے تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب بھول کر کھاتا ہے تو روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس لئے اس وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ "روزہ پورا کرے" وہ روزہ ہرگز نہیں ٹوٹا کیونکہ یہ بھول چوک بھی اللہ تعالیٰ نے بندے

PRIME
AUTO
PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

کے ساتھ لگائی ہوئی ہے اور روز مرہ چونکہ کھانے کی عادت ہوتی ہے اس لئے بعض لوگ بھول جاتے ہیں تو کسی تردد کی ضرورت نہیں، خدا نے آسانی پیدا فرمائی ہے، مشکل نہیں پیدا فرمائی لیکن اس میں ایک احتیاط ضروری ہے۔ اگر کوئی انسان کُلی وغیرہ کرنے میں بے احتیاطی سے کام لے، نہاتے وقت بھی انسان بار بار منہ میں پانی ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی بے احتیاطی کے نتیجے میں بعض دفعہ پانی گلے سے نیچے اتر جاتا ہے۔ اس صورت میں روزہ بر قرار رکھنا ہوگا مگر روزہ ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ یعنی یہ روزہ ایک فاقے کے طور پر روزہ کھلنے کے وقت تک بر قرار رکھنا ضروری ہے مگر روزوں میں شمار نہیں ہوگا، اس روزے کی عدت پھر پوری کرنی ہے۔ جو مدت مقرر فرمائی گئی ہے کہ تیس روزے رکھو یا انتیس کا رمضان ہو تو انتیس رکھو یہ مدت بعد میں پوری کرنی ہوگی۔ تو یہ دو الگ الگ مسئلے ہیں۔ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مدت کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں مگر بے احتیاطیاں کرنے کے نتیجے میں جب پانی پیٹ میں چلا جائے یا کچھ کھانے کی چیز چلی جائے تو ایسی صورت میں وہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

چکھنے کا مسئلہ اس کے علاوہ ہے۔ چکھنے کے نتیجے میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک انسان وہ نگل نہ لے۔ تو روزہ نگلنے سے ٹوٹتا ہے جو باہر سے چیز آئے اور نگل لے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے منہ کو ایک قسم کی ڈیوڑھی بنایا ہے وہ چیز جو اندر سے اوپر نکلتی ہے اور ساتھ ہی واپس چلی جائے وہ اگرچہ گلے کے مقام سے کچھ آگے بڑھ گئی تھی لیکن پھر واپس چلی گئی اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تھوک جو اندر سے ہی پیدا ہوتا ہے یہ ہر وقت انسان نگلتا ہی رہتا ہے تو اگرچہ تھوک منہ میں پیدا ہوا لیکن اس ڈیوڑھی سے، حلق کے اس مقام سے گزر کر نیچے اتر گیا جس سے نیچے اترنا منع فرمایا گیا ہے یعنی کھانے کا نیچے اتارنا منع فرمایا گیا ہے تو یہ بھی ایک کھانے پینے کی چیز ہے جو انسانی لعاب میں بھی تو بہت سی چیزیں موجود ہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پانی سے زیادہ قوی ہے لعاب۔ پانی کے قطرے سے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگر اسے انسان نگل لے لیکن لعاب سے نہیں ٹوٹتا۔ تو یہ چیزیں احتیاط کے تقاضے ہیں جو آپ کو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اور ہر وقت تھوکتے نہ رہیں۔ بعض لوگ علماء کی بعض جاہلانہ تعلیمات کے نتیجے میں ایسا تھوکنے کے عادی بنتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں ایسے لوگ آپ کو کثرت سے ملیں گے جو ہر وقت تھوکتے رہتے ہیں اس لئے کہ کہیں وہ تھوک اندر جائے اور روزہ نہ ٹوٹ جائے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ اس بنا پر آپ بکثرت تھوکتے تھے۔ تھوک کا نگلنا ہی سنت ہے اور پانی کا نہ نگلنا سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں یعنی غروب آفتاب کے بعد جلدی کریں گے۔ یہ بھی ایک مسئلہ آپ کو سمجھانے والا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سورج ڈوب بھی جائے تو جب تک سورج کے بعد میں رہنے والی سرخی مکمل طور پر زائل نہ ہو جائے، اور بعض لوگ کہتے ہیں جب تک وہ سفیدی میں تبدیل نہ ہو جائے، اس وقت تک روزہ نہیں کھولنا چاہئے۔ یہ شیعہ مسلک ہے اور ہو سکتا ہے بعض سنی بھی اس مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہوں مگر پوری حد تک نہیں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآنی ارشادات کی روشنی میں روزے کو سختی نہیں فرمایا سہولت فرمایا ہے۔ پس جب سورج غروب ہو جائے تو جس وقت اس کا رِم، اس کا کنارہ نظر سے نیچے اتر جائے وہ ڈوب چکا ہو اسی وقت روزہ کھول لینا چاہئے، ایک منٹ کی تاخیر بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ اللہ نے جو سہولت کا وقت مقرر فرمایا تھا اس سے انکار کرنا گویا کہ زبردستی اللہ تعالیٰ پر اپنی نیکی ٹھونسنے والی بات ہے۔ اللہ سے اس معاملے میں کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ نے سہولت دی، سہولت کو اختیار کر لو، جہاں خدا نے سہولت سے ہاتھ کھینچا وہیں اپنا ہاتھ بھی اس سہولت سے کھینچ لو۔

اب چند منٹ باقی ہیں تراویح سے متعلق، اور کتنی رکعتیں ہونی چاہئیں اس مسئلے کو اب میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج کل یہاں اس مسجد میں بھی تراویح ہو رہی ہیں اور دوسری مساجد میں بھی ہو رہی ہیں۔ تراویح کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی تھی ان کسانوں اور مزدوروں کی خاطر جو صبح نہیں اٹھ سکتے تھے تاکہ رات ہی کو وہ کچھ تراویح پڑھ کر اور تہجد میں شامل ہو جائیں لیکن یہ بات درست نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی تراویح کی کچھ صورتیں مروی ہیں اور ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے اس سنت کا آغاز کیا پھر اس کو روک لیا۔ یہ وہ چند حدیثیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضورؐ کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ فرمانے لگیں حضور رمضان یا دوسرے مہینوں میں گیارہ سے زائد رکعات نہ پڑھتے تھے۔ یہ رکعتوں کی بات بھی ہو گئی اور تراویح کی بات بھی بیچ میں آجائے گی۔ گیارہ رکعتیں ہم پر فرض ہیں ان معنوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باقاعدگی سے گیارہ ہی رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مولویوں نے جو بعض نے بیس اور بعض نے پچاس یا سو یا پانچ سو رکعتیں بنادی ہیں اور عجیب و غریب روایتیں مشہور کر رکھی ہیں یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گیارہ کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل کیا ہے میں آگے جا کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور پھر چار رکعت پھر تین وتر والی۔ اس سے شبہ پڑتا ہے کہ چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے اور پھر چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے یہ محض شبہ ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ دوسری روایت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ دو دو کر کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس چار سے میں یہ مفہوم سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلے دو دو کر کے چار نفل پڑھ کے تھوڑا سا وقفہ فرما لیتے ہوں پھر کھڑے ہو کر دو دو پڑھ کر چار نوافل پورے کرتے ہوں پھر تھوڑا سا وقفہ پھر دو رکعتیں پڑھ کر ایک رکعت زائد کر کے ساری نماز کو وتر بنا دیتے تھے۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اس لئے وہ چار کا وہی مفہوم ہے جو میں نے پیش کیا ہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ کر ان کو وتر بنا لیتے تھے۔ صبح کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اتنی ہلکی پڑھتے گویا اقامت شروع ہو چکی ہو۔ یعنی اقامت شروع ہو چکی ہو اور جتنی دیر اقامت لیتی ہے، صبح کی نماز کی سنتیں رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ یعنی بعینہٖ اس کا کوئی پیمانہ اقامت نہیں ہے۔ بعض لوگ اقامت بھی جلدی پڑھتے ہیں بعض ٹھہر ٹھہر کر اقامت ادا کرتے ہیں تو یہ پیمانے چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں، بڑے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر اتنے چھوٹے نہیں ہو سکتے کہ نمازی کو سمجھ ہی کچھ نہ آئے اور تیزی سے فر فر ٹکریں مارتی ہوئی نماز ہو جائے۔ تو کسی چھوٹی اقامت کو اپنا راہنما نہ بنائیں، بڑی اقامت کو اپنا راہنما بنا لیں تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جو روایت میں نے بیان کی تھی تراویح کا آغاز کیسے ہوا ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک امکان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف سے تراویح کا آغاز ان معنوں میں ہوا ہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نصف شب کے قریب گھر سے مسجد تشریف لے گئے اور نوافل ادا کئے۔ کچھ اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے یعنی تراویح کا یہ پہلو کہ امام تہجد پڑھائے یہ پہلو ہے جو میں سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی شروع ہوا ہے یعنی باجماعت تہجد پڑھنے کا رواج۔ سہولت کی خاطر حضرت عمرؓ نے مزدوروں وغیرہ کے لئے اس سے پہلے کر دیا یہ الگ مسئلہ ہے لیکن باجماعت تہجد کا جہاں تک تعلق ہے اس کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی آغاز پائی۔ فرماتی ہیں نوافل ادا کئے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے بغیر بتائے اور بغیر تشہیر کے نماز مسجد میں جا کر ادا کرنی پسند فرمائی۔ ہو سکتا ہے اس خیال سے کہ گھر والوں کو اتنی جلدی نماز کے لئے اٹھنے کی حاجت نہیں جتنی آپؐ کو اٹھنے کی حاجت محسوس ہوتی تھی۔ کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، وہ شامل ہو گئے اس میں۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضور کے ساتھ نوافل ادا کئے یعنی حضور کو گویا امام بنا لیا اور باوجود اس کے کہ کوئی تکبیر نہیں تھی مگر عملاً رسول اللہ ﷺ امام تھے۔ اور آپؐ کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ وہ نوافل پڑھ رہے تھے۔ چرچا ہونے پر تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضور تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ واقعۃً اب امام بن کر، بکثرت لوگ اکٹھے ہو چکے تھے ان کو نماز پڑھائی۔ چوتھی رات اتنے نمازی ہو گئے کہ مسجد میں سما ہی نہیں رہے تھے اور بہت بڑی مسجد تھی رسول اللہ ﷺ کی، گلیاں بھی بھر رہی تھیں نمازیوں سے۔ حضور باہر ہی نہیں نکلے۔ فجر پہ تشریف لائے۔ وہ لوگ ساری رات انتظار کرتے رہے یا اپنی عبادت کرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ نہیں نکلے اور نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد کے بعد فرمایا مجھ پر آج رات تمہاری حالت مخفی نہ تھی۔ میں جانتا تھا کہ کس محبت اور شوق سے تم میرے پیچھے باجماعت نوافل ادا کرنے کے لئے اکھٹے ہوئے ہو لیکن میں ڈرتا تھا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اگر میں نے تواتر سے اس طرح نفلی نمازوں میں تمہاری امامت کروائی تو بعید نہیں تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ اسی صورت کو فرض فرما دیتا اور جب یہ فرض ہو جاتی تو تم اس سے عاجز آجاتے۔ پھر سمجھ آتی کہ دُور دُور سے اس طرح مسجد میں آنا اور باقاعدہ باجماعت تہجد پڑھنا یہ تم نبھا نہیں سکتے تھے۔ تو میری اس بات پر نظر تھی کہ تمہیں ایسی عادتیں ڈالوں جن کو تم عمر بھر نبھا سکو اور وقتی طور پر تھوڑی سی محنت کر کے پھر تھک نہ جاؤ۔ کہتے ہیں پھر یہی طریق جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

یہ ہیں رمضان کے مسائل سے تعلق رکھنے والی بعض احادیث جو میں نے آج مناسب سمجھا کہ آپ کے سامنے رکھ دوں اور میرے نزدیک اس میں تقریباً سارے متعلقہ مسائل جو اہم مسائل ہیں وہ بیان ہو گئے ہیں۔ تو ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا رمضان گزاریں اور ایسا رمضان گزاریں کہ پھر یہ نماز سے نماز اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان ملتا چلا جائے یہاں تک کہ اگلا سال طلوع ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

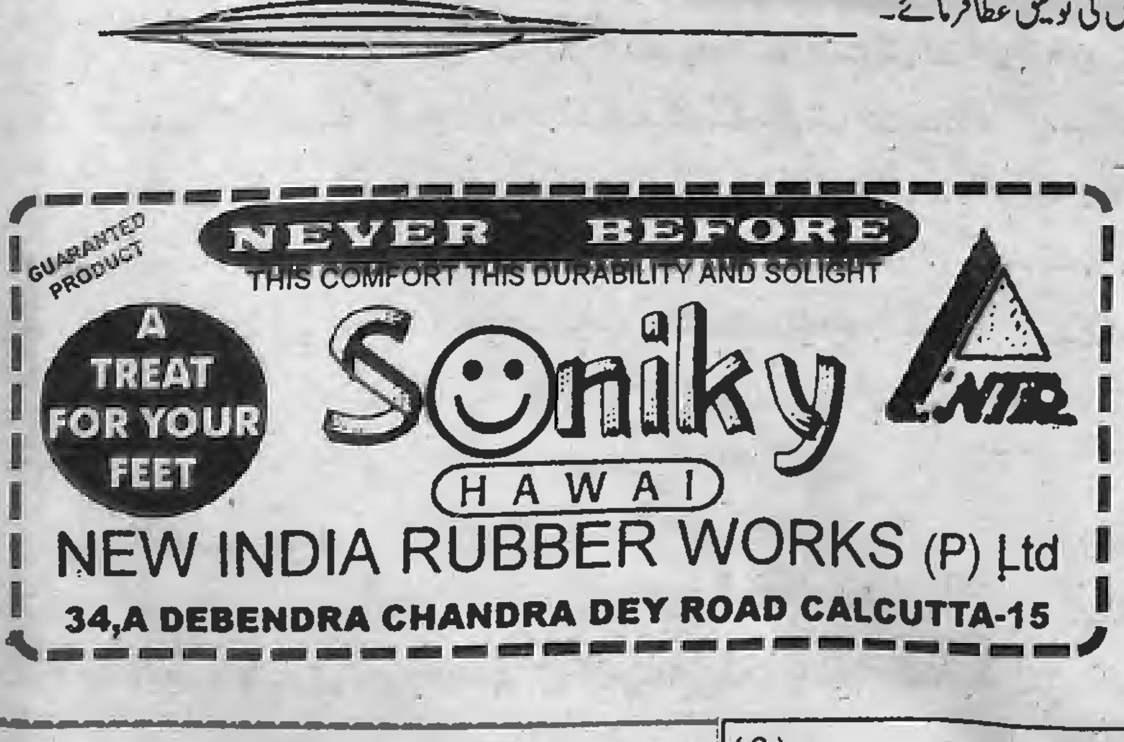

لِقَاءٌ مَعَ الْعَرَبْ

۲۴/جولائی ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری** پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت عیسیٰؑ کی ہجرت کشمیر

سوال: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے متعلق فرماتاہے: "وجَعَلنا ابن مریم و امّہ آیۃ و اٰوینھما الی ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین"۔ (سورۃ المومنون:۵۱)

ہم احمدی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے نجات دی اورحضرت عیسیٰؑ اوران کی والدہ نے ہجرت کر کے اس جگہ پناہ لی جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور وہ جگہ "کشمیر" ہے۔

کیا اس بارہ میں کوئی تاریخی شواہد موجودہیں کہ ہجرت کے بعد اورکشمیر میں قیام کے دوران حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام یا وحی ہوئی ہو۔کیونکہ خدائی منشاء کے تحت آپ ایک بہت ہی پاکیزہ مشن پر تھے۔ اوراس عرصہ قیام میں بھی آپ کی حیثیت ایک نبی ہی کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب آپ نے یہ سوال پیش کرنا شروع کیا تواس دوران میں نے کئی بار یہ سوچاکہ اب آپ یہاں اس سوال کو ختم کریں گے لیکن آپ نے اس سوال میں پیداہونے والے کئی سوالوں پر رکے بغیر اختتام بالکل مختلف انداز سے کیا ہے۔ لیکن جب تک اس سوال کی درمیانی متفرق کڑیوں کو آپس میں جوڑا نہ جائے اس وقت تک اس سوال کاجواب نامکمل اور تشنہ رہے گااور عام لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی اور جواب سے تسلی نہیں ہوگی۔ اس لئے پہلے میں مختصراً ان تاریخی واقعات کا ذکر بھی کرناچاہتاہوں جو صلیب سے نجات کے فوراًبعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے۔

سب سے پہلے تو یہ سوال پیداہوتاہے کہ لفظ "اوی" کا کیا مطلب ہے؟ اور کس واقعہ کی طرف اشارہ کرکے قرآن کریم نے اس لفظ کواستعمال کیاہے۔

جب کبھی بھی غیر احمدی احباب سے اس آیت پر گفتگو ہوتی ہے توان کانظریہ یہ معلوم ہوتاہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے حضرت مریم نے جس جگہ پناہ لی تھی اس کے متعلق قرآن کریم اس آیت "وآوینٰھما الی ربوۃٍ ذات قرار ومعین" میں اشارہ فرمارہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کاطرزبیان غیراحمدیوں کی اس تفسیراوراس آیت سے اخذ کئے جانے والے معانی کے بالکل مختلف ہے اور کلیۃً اس مفہوم کررد کررہاہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ خواہ کوئی بھی زبان لے لیں جب ایک حاملہ عورت ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہے توکسی زبان میں بھی اس کے لئے تثنیہ کی ضمیر استعمال نہیں کی جاتی بلکہ اسے فردواحد ہی شمار کیا جاتاہے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن کریم اس آیت میں پہلے اِبْن (بیٹے) کاذکر کررہاہے اور پھر "واُمّہ" اس کی ماں کا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں دو افراد کے متعلق بات ہورہی ہے اس لئے تثنیہ کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ بایں وجوہ اس آیت سے غیراحمدی جو معنی لیتے ہیں اس پر توجہ کرنے کا تو کوئی سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔

حاملہ ہونے کی حالت میں حضرت مریمؑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے متعلق واقعہ کو قرآن کریم بوضاحت ایک اور مقام پر سورۃ مریم میں یوں بیان فرماتاہے:

"واذکر فی الکتٰب مریمؑ اذانتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاً"۔ (مریم: ۱۷)

یہاں صرف ایک ہی وجود کی طرف اشارہ کرکے سارا واقعہ بیان کیا گیاہے۔ اور تثنیہ کا صیغہ استعمال نہیں کیاگیا۔ لیکن اس آیت زیرنظر میں اللہ تعالیٰ کا پہلے "ابن" کالفظ فرمانااور پھر "اُمّہ" اس کی ماں کااور پھر تثنیہ کی ضمیر کااستعمال بتاتاہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بعد کی بات ہو رہی ہے۔ اور دووجودوں کی بات ہورہی ہے۔ حیرانگی ہوتی ہے کہ اتنے کھلے کھلے اور واضح بیان کے باوجود غیراحمدی اس آیت "وَاٰوَینٰھُما ...... الخ" سے یہ مطلب کیسے لیتے ہیں کہ اس میں حضرت مریم کے حاملہ ہونے کی حالت میں دوسری جگہ پناہ لینے والے واقعہ کاذکر ہے۔

دوسری بات یہ معلوم کرنے والی ہے کہ واقعہ صلیب کے بعدوہ دونوں آخر کہاں غائب ہو گئے؟ کہاں چلے گئے؟

قرآن کریم ہمیں ان کی جائے ہجرت بتاتاہے کہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں پہاڑ ہیں، اونچی جگہ ہے اور ایسی جگہ ہے جہاں امن ہے، ذاتِ قرارٍ و مَعِین۔ اور وہاں بہت سارے چشمے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سارا بیان اور تفصیل بڑی خوبصورتی سے "کشمیر" پر چسپاں ہورہی ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کیسے مان لیاجائے کہ اس آیت میں بیان کردہ جگہ یقیناً کشمیر ہی ہے اور کیسے ہم تحدی سے کہہ سکتے ہیں کہ کشمیرہی وہ مقام ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ ایساواقعہ ہے جس کا تعلق حضرت عیسیٰؑ سے ہے۔ جب قرآن کریم اس واقعہ کوبیان کررہاہے تو پھر توقع کی جاتی ہے کہ عہدنامہ جدید میں بھی اس واقعہ کاذکر ضرور ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ نے واقعہ صلیب سے قبل اپنے حواریوں سے کہاتھاکہ وہ انہیں چھوڑ کر اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں جائیں گے۔ اور یہ وعدہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر چڑھنے سے پہلے اپنے لوگوں سے کیاتھا۔

جو کوئی بھی یہودی تاریخ کا تھوڑاساعلم رکھتاہے وہ جانتاہے کہ اس سے قبل اسرائیل کے ۱۲ قبیلوں کو Judia سے نکال باہر کیا گیا تھا اورانہوں نے ایک جگہ جس کانام ڈائسپوراہے کی طرف نقل مکانی کی تھی جہاں سے وہ بکھر گئے تھے اور مشرقی ممالک میں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ اب حضرت عیسیٰؑ اپنے لوگوں سے یہ وعدہ کررہے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ کران گمشدہ قبائل کی تلاش میں جاؤں گا۔ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو پھر قرآن کریم کی اس آیت کامفہوم بالکل واضح اور روشن ہوجائے گا۔

خداتعالیٰ کانبی ایک وعدہ کرتاہے توکیسے ممکن ہے کہ وہ اس وعدے کوایفاء کئے بغیر فوت ہو جائے۔ اور پھر جیساکہ یہ خیال کیاجاتاہے کہ صلیب پر مرنے کی بجائے اسے آسمان پراٹھالیاگیاتھا۔ تو پھر اس وعدہ کاکیا ہوا؟ کیاحضرت عیسیٰؑ اس وعدہ کو بھول گئے تھے یاخداتعالیٰ اس وعدہ کو بھول گیا تھا؟ اسے آسمان پراٹھایاہی نہیں جاسکتا تھاجب تک کہ وہ اس الٰہی وعدہ کوپورانہ کردیتا۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ان کی والدہ کو بھی ملائے رکھا۔ توجس مقام کی طرف بھی یہ آیت اشارہ کررہی ہے وہ دونوں اس جگہ گئے تھے۔

حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل جہاں گئی تھیں ہم جانتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کے بعد وہاں سے واپس لوٹ آئی تھیں اور یہ بات سبھی کو علم ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

لفظ "اوی" بتارہاہے کہ خطرے کی جگہ سے کہیں دور مقام تھااور خطرے سے بچنے کے لئے پناہ گاہ تھی اور سب سے بڑے خطرہ اور شدید مخالفت کا سامنا حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کو یہودیوں کی طرف سے کرناپڑاجو آخرواقعہ صلیب پر منتج ہوا۔

خداتعالیٰ فرماتاہے کہ میں نے ان دونوں کو بچالیااور شدید خطرہ کے مقام سے نکال کر انہیں ایک ایسے مقام پر لے گیاجو بہت پرامن، سرسبز پہاڑوں اور چشموں والا علاقہ تھا جس کا ذکر پہلے قرآن کریم کرتاہے اور پھر بائبل میں بھی اس کا ذکر ملتاہے۔ قرآن کریم اس جگہ کی تفصیل بیان کرتاہے جبکہ بائبل ان لوگوں کاتعارف پیش کرتی ہے جواس علاقہ میں رہتے تھے۔

مغربی دنیا کے عیسائی محققین اس بات کو مانتے ہیں کہ افغانستان اور کشمیر کے لوگ یہودی النسل ہیں، اسرائیلی ہیں۔ جوکوئی بھی ان کی صورت دیکھتاہے فوراً پہچان لیتاہے۔ اگر تم افغان قبیلوں کو دیکھو، عیسیٰ خیل، موسیٰ خیل یہ نام اور اصطلاحات سوائے اس علاقہ کے لوگوں کے اور کہیں استعمال نہیں ہوتیں۔ اور کشمیر جائیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس کثرت سے وہ الفاظ ان لوگوں میں مستعمل ہیں جو پرانے زمانہ میں فلسطین کے علاقہ میں بولے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں اس کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ یہ آیت کشمیر کے علاقہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگرچہ کشمیر کانام مذکور نہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ اپنے وعدہ کے مطابق یقیناً ایسے علاقہ میں گئے تھے جہاں بنی اسرائیل کے وہ دس قبیلے گئے تھے اور وہ قبیلے یقیناً کشمیر کے علاقہ کی طرف ہجرت کرگئے تھے۔ یہ آیت افغانستان پر چسپاں نہیں ہوتی۔ افغانستان کاتو امن کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور جس جنت کی اس آیت میں تفصیل مندرج ہے وہ افغانستان پر بالکل بھی صادر نہیں آتی۔ لیکن کشمیر ایساعلاقہ ہے جو سوفیصد جنت کی عکاسی کرتاہے۔

اب میں آپ کے سوال کے آخری حصہ

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی

سب سے بہتر زادِراہ تقویٰ ہے

منجانب

رُکن جماعت احمدیہ ممبئی

کی طرف آتا ہوں کہ واقعہ صلیب کے بعد جب حضرت عیسیٰؑ ہجرت کر کے کشمیر کے علاقہ میں جا بسے تو کیا اس دوران بھی آپ کو خدا تعالیٰ سے وحی و الہام ہوتا رہا؟ کیونکہ آپ اس وقت بھی خدا کے رسول ہی تھے۔ تو میرا جواب ہے، ہاں یہ سلسلۂ وحی و الہام یقیناً جاری رہا ہوگا۔ لیکن وہ وحی و الہام جو آپ کو ہوئے اس سے مختلف تھے جو بعد میں تحریر میں لائے گئے۔ جو چار کتابیں خدا کے نام پر لکھی گئیں ان کے بارہ میں کچھ بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہی اصل واقعات ہیں جو رونما ہوئے یا انہیں بعد میں ردّو بدل کر کے لکھا گیا۔ جس طرح سینٹ جان نے اس میں چند ایسی نئی باتیں لکھیں جو بائبل کے پہلے تین سکرپٹس (Scripts) متی، لوقا اور مرقس میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ اور اس کی اس تحریف کے نتیجے میں عیسائیوں میں باپ، بیٹا، روح القدس۔ تثلیث کا سارا فلسفہ وجود میں آیا۔ میں یہ صرف ایک مثال دے رہا ہوں کہ بعد میں لکھی جانے والی بائبل پر کسی طور پر بھی اعتبار و انحصار نہیں کیا جا سکتا کہ جو واقعات اس میں درج ہیں وہ ہو بہو وہی ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو پیش آئے۔ اس لئے قرآن کریم میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضرت عیسیٰؑ سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا؟ تو اس کے جواب میں حضرت عیسیٰؑ کہیں گے:

کنتُ علَیھِم شَھِیداً مَا دُمتُ فِیھِم . فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِم۔
(المائدہ: ۱۱۸)

مَادُمتُ فِیھِم بہت اہم اور قابل غور مقام ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰؑ ان میں رہے بائبل تحریف سے بالکل پاک تھی۔ جب وہ ان لوگوں کو چھوڑ گئے تو پھر کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ تو وہ بائبل جو آپ کے پاس ہجرت کے وقت تھی یقیناً موجودہ بائبل سے بہت مختلف ہوگی۔ ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو سچائی تمہیں بتلائی گئی ہے یہ زمین اُس بارہ میں ثبوت مہیا کرے گی۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایک کتاب شائع ہوئی تھی جو کہ ایک ریسرچ پیپر (تحقیقی مضمون) تھا۔ اس کا ٹائٹل تھا "Among the Darveshes"۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ایک سکالر ہرات کے علاقہ میں گمشدہ قبیلوں سے متعلق تحقیق کی غرض سے گیا کہ دیکھوں کہ ان لوگوں کا کلچر اور تہذیب و تمدن کیسا تھا۔ وہ اس کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ جان کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب میں پٹھانوں کے ایک ایسے قبیلے سے ملا جو اپنے آپ کو کرسچن مسلم (عیسائی مسلمان) کہتے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کرسچن مسلم کیا بات ہوئی؟ تم کرسچن ہو یا مسلم؟

وہ سکالر مزید لکھتا ہے کہ اس پٹھان قبیلہ کا نام موسائی تھا، حضرت موسیٰ کی نسبت سے، اور ان کے لیڈر کا نام لبا یحیٰی تھا۔ لبا کا مطلب ہے بڑا بزرگ۔ وہ سکالر بیان کرتا ہے کہ باوجودیکہ یہ میری تحقیق کا حصہ نہیں تھا پھر بھی میں لبا یحیٰی کو جا کر ملا۔ اس نے مجھے حیرت انگیز باتیں بتائیں کہ تم لوگ جو یہ سمجھتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب دئے گئے اور انہوں نے صلیب پر جان دے دی یہ بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے صلیب کی لعنتی موت سے نجات بخشی تھی اور صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے ہجرت کی تھی اور ہجرت کے سفر میں آپ کا رخ کشمیر کی طرف تھا۔ اور کشمیر جاتے ہوئے آپ کچھ عرصہ یہاں بھی ٹھہرے تھے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کی سچی تعلیم سکھائی تھی اور جو خدائی تعلیم انہوں نے ہمیں دی تھی ابھی بھی نوشتوں (Scrolls) کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس میں نہ تو کسی تثلیث کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے خدا کے بیٹے ہونے کا کوئی تصور موجود ہے۔ اور شرک کی وہ تمام تعلیمات جو تم اپنے عہد نامہ میں پاتے ہو ہمارے پاس موجود تعلیم میں ان کا نام و نشان تک نہیں۔

اس لبا یحیٰی نے اس سکالر کو بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی ہی برکت تھی اور آپ کی صاف اور روشن توحید پر مبنی تعلیم ہی تھی کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور ہم تک ان کا پیغام پہنچا تو بلاشک ہم فوراً آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ لیکن یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی کو پہچاننے میں جو چیز ہماری راہنما ہوئی وہ حضرت عیسیٰؑ کی سچی تعلیم تھی۔ اس لئے ہم انہیں نہیں بھول سکتے۔ لہٰذا ہمارے آباء واجداد نے یہی فیصلہ کیا کہ ہم اپنے آپ کو کرسچن مسلم کہیں گے۔ اسی طرح وہ لوگ جو حضرت عیسیٰؑ کو "ناصرہ کا مسیح" اور "کشمیر کا مسیح" کے نام سے یاد کرتے ہیں اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ چونکہ مسیح ناصرہ میں پیدا ہوئے اور کشمیر میں وفات پائی۔

ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً حضرت عیسیٰؑ پر دوران ہجرت اور قیام کشمیر میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی و الہام کا سلسلہ جاری رہا ہوگا لیکن وہ وحی کیا تھی۔ سوائے اس کے کہ سکالرز وہاں جائیں اور ان محفوظ Scrolls کا مطالعہ کریں۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں البتہ کشمیر اور نیپال کے علاقوں میں بعض ایسے پتھر ملے ہیں جن پر حضرت عیسیٰؑ کے بعض وحی و الہامات لکھے ہوئے ہیں۔ تحقیق کی خاطر امریکہ سے ایک سکالر وہاں گیا ہے۔ وہ سکالر کشمیر جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے مجھے بھی ملنے کے لئے آیا اور اس سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی۔ اس نے بتایا کہ میرے کشمیر جانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ میں حضرت عیسیٰؑ کے کشمیر جانے اور اس دوران آپ پر ہونے والے وحی و الہام سے متعلق ٹھوس ثبوت حاصل کر سکوں۔

اللہ کرے کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوں اور اپنے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی وحی والہام سے متعلق ٹھوس ثبوت حاصل کر کے لوٹیں تو پھر میں آپ کو اس سوال کا جواب صرف زبانی کلامی ہی نہیں بلکہ ٹھوس ثبوت کے ساتھ دے سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

☆......☆......☆

امام مہدیؑ کی صداقت کی نشانیاں

سوال:- بعض عرب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے امام مہدی کی بڑی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خاندان سے ہوگا، عرب سے ہوگا، اس کا نام محمد، اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ کیا امام مہدی کی صداقت کی یہی بڑی نشانیاں ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس کی صداقت کی اصل پہچان کیا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا، پہلے تو یہ بات سمجھنے والی ہے کہ کون سے نشانوں کی بات کی جا رہی ہے۔ ان نشانوں کی جو نمایاں، واضح اور ہدایت دینے والے ہیں یا ان مزعومہ نشانوں کی جو کنفیوژ کرنے والے ہیں اور بجائے ہدایت دینے اور اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جانے کے ظلمت میں بھٹکنے کے لئے چھوڑنے والے ہیں اور ایسی تاریکی میں گھسیٹنے والے ہیں جہاں جھوٹ اور سچ کی تمیز ناممکن ہو جاتی ہے۔ تو پھر ایسے نشانوں کا کیا فائدہ۔ یہ وہ جاہل علماء ہیں جو مسیح کو پہچاننے کے لئے ایسے نشان پیش کرتے ہیں جو قرون وسطیٰ میں لوگوں نے ہر قسم کی ثقہ و غیر ثقہ احادیث کو لے کر مشہور کئے اور اس زمانۂ تنزل سے آگے جاتے ہی نہیں اور اتنی تکلیف نہیں کرتے کہ ان نشانوں کی طرف رجوع کریں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے۔ آج کے علماءِ دین کے علم کی پہنچ تو صرف اس حد تک ہے کہ فلاں ملاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ۔ اور فلاں امام کا یہ قول ہے اور فلاں کا یہ۔ جو کچھ ان ملاؤں اور اماموں نے بیان کیا بس وہی درست ہے۔ اور یوں وہ قرآن کریم اور احادیث رسولؐ کی واضح تعلیم کو ضائع کرنے والے ہو گئے۔ اور بجائے اس کے کہ قرآن کریم اور احادیث کے الفاظ کی گہرائی میں اتر کر حق کی روشنی تلاش کرتے انہوں نے محض الفاظ کے سطحی معانی پر بنا کی۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور عام اَن پڑھ لوگوں کے لئے بھی گمراہی کا سامان کیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کا نام محمد ہے، اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا عبداللہ ہے اور وہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے خاندان سے ہے۔ ان تمام علامتوں کے ساتھ اگر وہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کرے تب بھی کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر یہی امام مہدی کی صداقت کی نشانیاں ہیں تو پھر ان صفات والا ایک مہدی سوڈان میں پیدا ہوا تھا۔ پھر اس کا انہوں نے کیوں انکار کیا اور اس پر ایمان کیوں نہیں لائے۔

صرف یہی نہیں، اور بھی اسی طرح کے کئی اشخاص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان میں سے انڈیا کا ایک مولانا محمد جان پوری بھی تھا۔ اس میں یہ تمام علامتیں پائی جاتی تھیں۔ اگر واقعی یہ علامتیں لفظاً بلفظاً امام مہدی کی اصل علامتیں ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ قادیان کے امام مہدی کے معاملہ کو ایک طرف رکھتے ہوئے ان مزعومہ امام مہدیوں پر ایمان لاتے۔ لیکن ان تمام نشانیوں کے باوجود ان کو تو انہوں نے قبول نہیں کیا تو پھر اب قادیان کے امام مہدی میں ان علامتوں کا تقاضا کیوں کر رہے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل انہی صفات سے متصف ایک شخص نے اپنے مریدوں سمیت خانہ کعبہ میں جا کر اعلان مہدویت کیا اور مہدی کی ایک اور علامت کو کہ وہ خانہ کعبہ میں جا کر اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا حرف بحرف پورا کر دکھایا۔ لیکن جانتے ہو کہ فوجیوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اسے اس کے مریدوں سمیت گولیوں سے بھون ڈالا۔ جب کوئی مہدی ان نشانیوں کو پورا کرتا ہے جو اُن کی نظر میں مہدی کی اصل نشانیاں ہیں تو اسے تو وہ قتل کرتے ہیں تو پھر ہم سے ان علامتوں کا تقاضا کیوں کرتے ہیں۔

اگر یہ لوگ حدیثوں کے الفاظ پر جاتے ہیں اور ان کے لفظ بلفظ پورا ہونے کے منتظر ہیں تو پھر مسیح موعود اور امام مہدی کے بارہ میں ایک اور حدیث بھی ہے کہ "یُدْفَنُ مَعِی فِی قَبْرِی"۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری قبر کے ساتھ یا اس کے قریب اسے دفن کیا جائے گا بلکہ فرمایا:

"یُدْفَنُ مَعِی فِی قَبْرِی"۔ میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

پاکستان میں ملاں کئی بار میرے پاس آ کر سوال کرتے کہ آپ یہ بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کہاں فوت ہوئے؟ میں ان سے کہتا لاہور میں۔ پھر اگلا سوال یہ ہوتا کہ دفن کہاں ہوئے؟ تو میں جواب دیتا، قادیان میں۔ تو فوراً یہ حدیث نکال کر پیش کرتے کہ دیکھیں یہ حدیث۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "یدفن معی فی قبری" وہ میرے ساتھ میری ہی قبر میں دفن کیا جائے گا۔ تو میں ان سے کہتا ٹھیک ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت اس دنیا میں کوئی ایک بھی غیرتِ رسول رکھنے والا مسلمان ایسا ہے جو یہ برداشت کر سکے کہ کوئی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر کو کھودے اور کسی اور کو، خواہ کوئی بھی ہو اس قبر میں دفن کرے۔ وہ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان:- 248-1652, 248-5222
رہائش:- 243-0794, 27-0471

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً

اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (البقرۃ:۲۰۲) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔ لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہیئے۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو۔ نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرت کا موجب ہوگی۔ (فرمودات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۹۱)

بقیہ لقاء مع العرب از صفحہ نمبر ۸

اپنی جان دے دے گا لیکن کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ اور یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے خیال کے مطابق کوئی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اور تم اسے سچا سمجھ کر مان لو تو کیا تم اس سے یہ وعدہ کرو گے کہ مرنے کے بعد ہم تمہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر میں دفن کریں گے اور اگر تم وعدہ کر بھی لو اور مرنے کے بعد اسے آنحضورؐ کی قبر میں دفن نہ کرو تو گویا تم ساری زندگی ایک جھوٹے مدعی کو مانتے رہے۔

میں انہیں ہمیشہ یہ جواب دیا کرتا کہ ہی تو کامن سینس (Common Sense) کی بات ہے۔ اس طرح کی باتیں محاورۃً کہی جاتی ہیں۔ میں تمہیں اس حدیث کا اصل مفہوم بتاتا ہوں جو گہرے مطالب اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور یہ مفہوم انسانی فطرت پر بڑی خوبصورتی سے چسپاں ہوتا ہے۔

جب ہم کسی کے ساتھ اپنی عادتوں، اپنی صفات اور خوبیوں کے لحاظ سے مشابہت تامہ کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اسے یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ گویا میرا باپ اس کا باپ اور میری ماں اس کی ماں ہے اور میرا نام اس کا نام ہے۔ گویا ہماری پیدائش اور ہمارے اس دنیا میں آنے کے تعلق کو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ گویا اس کی زندگی میری زندگی اور اس کی موت میری موت ہے۔ ہماری پیدائش ایک ہی مادہ سے ہے۔

اس طرح کا اظہار دیگر مختلف زبانوں میں بھی ہوتا ہے۔ جب کسی کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ فلاں موت مرا۔ تو اس سے مراد یقیناً یہ ہوتی ہے کہ مرنے والے کو جس کسی کی موت کے ساتھ مشابہت دی جا رہی ہے ہو بہو اس جیسا اس کا بھی انجام ہوا۔ گویا کہ وہ اس کی قبر میں ہے۔ اردو میں کہتے ہیں کہ کیا تم اس کی قبر میں دفن ہو گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہارا بھی وہی انجام ہوگا جو فلاں کا ہوا۔

یہی وہ واحد و منفرد معنی ہیں جو اس حدیث کے کئے جا سکتے ہیں کہ آنے والا امام مہدیؑ اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں ایسا رنگین ہوگا اور ایسا کامل نمونہ دکھائے گا کہ گویا اس کی زندگی اس کے آقا کی زندگی ہوگی اور اس کی وفات اس کے آقا کی وفات پر ہوگی۔ اور مراد مشابہت تامہ ہے۔ اور یہی اصل معنی ہیں "یُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ" کے۔

یہاں ایک اور اہم امر بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ کوئی مہدی اس وقت تک سچا امام مہدی نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کی زندگی ہی میں عیسیٰ کا ظہور بھی نہ ہو۔ یہ ایک بہت اہم اور لطیف نکتہ ہے۔ یہ ایک بہت ہی اہم امر ہے جو ان غیر احمدیوں کو (جو امام مہدی کی صداقت کے نشان کی تلاش میں ہیں) سمجھانا بہت ضروری ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ مہدی پہلے آئے گا اور پھر عیسیٰ کا ظہور ہوگا اور دونوں ایک ہی وقت میں ظاہر ہونگے۔ اس لحاظ سے تمام وہ مہدی جو ماضی میں دعاوی کرتے رہے خواہ وہ سنی مہدی ہوں یا شیعہ مہدی ہوں اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ کیونکہ ان میں سے کسی بھی مہدی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ ان سب کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہ اسی جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوگا۔

اب میں مہدی کی صداقت کے لئے ایک ایسا عظیم الشان آسمانی نشان پیش کرتا ہوں جو انسانی دسترس اور قدرت سے باہر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه. (سنن دار قطنی کتاب العیدین، باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف)

یہ ایک ایسی عظیم الشان حدیث ہے جسے کوئی بھی ردّ نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں ایک ایسے الٰہی نشان کا ذکر ہے جو کسی بھی صورت انسانی طاقت میں نہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اسے اپنی مرضی سے پورا کر سکے۔

تاریخ میں بہت سے مذعومہ مہدیوں کا ذکر ملتا ہے اور بلا استثناء ان میں سے ایک نے بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ تو پھر وہ سچے مہدی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان میں کسی ایک نے بھی ان دو آسمانی نشانوں کے ظہور کو اپنی صداقت کے لئے لازمی نہیں ٹھہرایا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان دو بڑے نشانوں کو مہدی کی سچائی کی علامت اس لئے بنایا کہ تا کوئی بھی جھوٹا مہدی لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکے۔ کیونکہ کسی جھوٹے کے بس کی بات نہیں کہ اس آسمانی نشان کو زبردستی اپنے لئے ظاہر کر سکے۔ اور پھر یہ کہ ایک جھوٹا انسان اپنے لئے ایسے آسمانی نشان کا تصور بھی کیونکر کر سکتا ہے۔

محولہ بالا حدیث میں نشان یہ بتایا گیا ہے کہ چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں درمیانی

غلط ہے آسماں سوکھا پڑا ہے ۔۔۔ زمیں کی گود بنجر ہو گئی ہے
وہ تنہا شخص طوفاں بن کے پھیلا ۔۔۔ وہ اک ندی سمندر ہو گئی ہے
تصور ایک گل چہرے کا باندھا ۔۔۔ فضا ساری معطر ہو گئی ہے
ہوئے جب گھر سے بے گھر میرے اپنے ۔۔۔ زمیں ساری مرا گھر ہو گئی ہے
سکوں میں چین اب ملتا نہیں ہے ۔۔۔ طبیعت غم کی خوگر ہو گئی ہے
خبر سب کو مرے حالِ تبہ کی ۔۔۔ نہیں معلوم کیوں کر ہو گئی ہے
ہر اک مانوسِ غم درد آشنا کو ۔۔۔ مری روداد ازبر ہو گئی ہے
لگا مجروح دل پر وار کاری ۔۔۔ ذرا سی بات خنجر ہو گئی ہے
نہیں ہے ان تلوں میں تیل باقی ۔۔۔ مجھے پہچان چھو کر ہو گئی ہے
نظر آنے لگیں اپنی خطائیں ۔۔۔ مری بینائی بہتر ہو گئی ہے

(امتہ الباری ناصر)

دن گرہن لگے گا اور یہ واقعہ رمضان کے مہینہ میں ہوگا۔ حضور نے فرمایا میں نے بہت سے پرانے علماء دین کے حوالے اکٹھے کئے ہیں جنہوں نے احمدیت سے قبل اس حدیث کے مفہوم کو صحیح سمجھا اور اسے بیان کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں چاند گرہن والی تین راتوں اور سورج گرہن والے تین دنوں کا ذکر فرمایا ہے۔ دین کا علم رکھنے والے یہ بزرگ علماء احمدیت سے کئی سو سال پہلے گزرے ہیں لیکن وہ صحیح سمجھ اور نیک فطرت رکھنے والے انسان تھے اس لئے وہ صداقت کے اس عظیم الشان نشان کو درست سمجھے۔

چاند کو گرہن صرف اس کی تین راتوں، تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو ہی لگتا ہے۔ جبکہ سورج کو گرہن تین دنوں ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ میں سے کسی دن لگتا ہے۔ پرانے علماء اس سے یہی سمجھتے تھے کہ چاند گرہن کی پہلی رات اس کے گرہن کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور سورج گرہن کا درمیانی دن اس کے گرہن کے تین دنوں میں سے درمیانہ دن ہے۔ اور عین اس کے مطابق واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

سن ۱۸۹۴ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کے پانچ سال بعد جبکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مہدویت کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ امام مہدی کی صداقت کے نشان کے طور پر یہ عظیم الشان آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ ۱۸۹۴ء میں رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن ہوا اور اسی رمضان کے ۲۸ ویں دن سورج گرہن ہوا۔ کوئی جھوٹا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس قسم کا عظیم الشان آسمانی نشان اس کے لئے ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی نے اپنے لئے اس نشان کا دعویٰ کیا۔

پاکستان کے مُلّاں لوگ جو عربی کی شُدبُد نہیں رکھتے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نہیں مانتے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ رمضان کی پہلی رات کے چاند کو گرہن لگے گا۔ میں ان سے کہا کرتا تھا کہ کچھ خدا خوفی کیجئے۔ آنحضرت ﷺ افصح العرب تھے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ تھی کہ رمضان کی پہلی رات کا چاند جو کہ ہلال کہلاتا ہے کو گرہن لگے گا تو پھر آپ لفظ ھلال استعمال فرماتے۔ آپ نے قمر کیوں فرمایا۔ اگر اس حدیث سے رمضان کی پہلی رات کا چاند مراد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی بھی لفظ قمر نہ فرماتے بلکہ ھلال فرماتے۔

میں جانتا ہوں کہ قمر کا لفظ ہر قسم کے چاند کے متعلق بھی استعمال ہوتا ہے لیکن عرب جب ہلال کی بات کرتے ہیں تو پھر کبھی قمر کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ رؤیت ہلال کمیٹی ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے رؤیت قمر کمیٹی تو لوگ اس کی اس بات پر ہنسیں گے کہ کتنا بے وقوف انسان ہے۔ اپنے پیارے مہدی کے لئے اس عظیم الشان نشان کے متعلق آنحضرت ﷺ جانتے تھے کہ یہ ھلال نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ نے لفظ ھلال استعمال نہیں فرمایا۔ نشان تو کھلا کھلا اور روشن ہے۔ دنیا چاہے تو اسے قبول کرے یا جس طرح پہلے لوگوں نے انکار کیا بے شک انکار کر دے۔

بدر خود بھی پڑھیئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

عید کے موقعہ پر کرناٹک کے ملاؤں کی ذلّت وخواری

(محمد عظمت اللہ قریشی بنگلور)

اِنّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

"میں ہر اس شخص کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلّت کا ارادہ بھی کرے گا"

بتاریخ ۲۱-۲۲؍ نومبر ۱۹۹۸ء کی درمیانی شب بنگلور و نیکٹش پورم میں نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء نے تحفظ ختمِ نبوت کے نام پر ایک امن پسند اسلام کی دل و جان سے خدمت کرنے والی مسلمان جماعت احمدیہ عالمگیر اور بانئے جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف جھوٹ تو جھوٹ اتنی گالیاں دیں، اتنی بدزبانی کی، اس قدر دھوکہ بازی کے گند کو منہ سے اُگلا کہ یہود و نصاریٰ بھی شرما جائیں۔ اگر ان مولویوں کا منہ لکڑی یا پتھر کا ہوتا تو کب کا ٹوٹ پھوٹ گیا ہوتا۔ اور شیطان بھی اتنا خوش نہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس شب تھا۔ کیوں کہ جھوٹے مونہوں کے بدبودار سیاہ دھویں سے نورانی رات کو ظلماتی رات میں مولویوں نے بدل دیا تھا۔ ہمیں صدمہ تھا تو صرف اس بات کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ایک جلسہ کرکے یہ علماء جھوٹ بکے جا رہے ہیں کچھ بھی ان کے دلوں میں نہ خدا کا خوف تھا، نہ احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، نہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس تھا۔ مبارک جلسے میں گندی گندی گالیاں استہزاء کیا۔ یہی ہیں دین کے ٹھیکیدار ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان کہلانے والے کیا یہی ہیں وہ اسلام کی تعلیمات و اخلاق جو یہ علماء پیش کر رہے ہیں اور پھر ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی یاد آئی جس سے ہمارا ملال کچھ کم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ایک زمانہ (یعنی موجودہ زمانہ) ایسا آنے والا ہے۔ کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہونگے ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہونگے۔" (مشکوٰۃ)

پیارے بھائیو! نام نہاد تحفظ کانفرنس کے جواب میں عوام کے نام ایک مراسلہ لکھ کر ہم نے ان مولویوں کے جھوٹ کا پردہ پھاڑ کر بتایا تھا۔ کہ مسلمان جماعت احمدیہ عالمگیر وہ نہیں ہے۔ جو یہ علماء پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ مسلمان جماعت احمدیہ عالمگیر یہ ہے۔ جو ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ لکھ کر جھوٹے پر خدا کی لعنت ڈال دی تھی۔ چنانچہ عین عید کے چاند کے موقعہ پر وہ لعنت ان جھوٹوں پر پڑی۔ نام نہاد تحفظ کانفرنس میں یہ ۳۰ یا ۴۰ علماء نے مل کر مسلمان جماعت احمدیہ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تکفیر و تکذیب کرتے ہوئے۔ گندی گندی گالیاں دیں تھیں۔ اور اب کہاں ۳۰ یا ۴۰ مولویوں کی گالیاں اور کہاں ۳۰ یا ۴۰ لاکھ مسلمانوں کی علماء کو گالیاں شہر تو شہر ہے کرناٹک کا بچہ بچہ گالیاں دے رہا ہے۔ غیر قومیں بھی اس واقعہ کو لیکر مذاق کر رہی ہیں۔ ۲۱-۲۲؍ نومبر کی شب ہم لوگ بہت دُعائیں کرتے رہے۔ صبر و صلوٰۃ سے خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے رہے اور خدا کی کرنی دیکھیں مذکورہ بالا الہام کے عین مطابق یہ لوگ ذلیل و خوار بھی ہوئے اور عین عید کے موقعہ پر خدا کی لعنت کی مار بھی پڑی۔ اس سے بڑھ کر امام الزماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پرکھنے کیلئے اور کونسا نشان چاہئے؟ حضرت مرزا صاحب بطور نصیحت ان علماء کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ غیض و غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔۔۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زبان کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں۔۔۔"

پھر آپؑ مخالف مولویوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"اے میرے مخالف الرائے مولویو! اور صوفیو! اور سجادہ نشینو جو مکفر اور مکذب ہو مجھے یقین دلایا گیا ہے۔ کہ آپ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے ان آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا۔ اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا۔ اور اس وقت تم دیکھو گے۔ کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کیا تم میں ہے کہ اس آزمائش کیلئے میدان میں آوے اور عام اعلان اخباروں کے ذریعہ دیکر ان تعلقاتِ قبولیت میں جو میرا رب میرے ساتھ رکھتا ہے۔ اپنے تعلقات کا موازنہ کرے یاد رکھو خدا صادقوں کا مددگار ہے۔ اُسی کی مدد کرے گا جس کو وہ سچا جانتا ہے۔" (ازالہ اوہام)

نیز حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں۔ اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے۔ تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اُسی کی طرف سے ہے۔ تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۴۸)

آپؑ اپنی جماعت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ اور ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا۔ کہ اب اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلتا اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم از کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہوئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔" (اربعین جلد ۴ صفحہ ۲۷)

حضرت مرزا صاحبؑ مخالف علماء کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نصیحتاً للہ مخالف علماء کو اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی، لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب (جھوٹا) سمجھتے ہیں۔ تو آپ کو یہ بھی اختیار ہے۔ کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددُعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور وہ دُعائیں قبول ہو نگیں اور آپ لوگ ہمیشہ دُعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دُعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری

(باقی صفحہ 12 کالم 1-2 پر ملاحظہ فرمائیں)

عید الفطر کی خوشی کے بگاڑ کا ذمہ دار کون

یوں تو ہر سال رمضان کی عید کا تنازعہ رہتا ہے۔ مگر وہ راتوں رات سلجھا لیا جاتا رہا تھا۔ ذرائع ابلاغ کی کثرت نے اس معاملہ کو مزید آسان بنادیا ہے۔ مگر افسوس اس بار ایسا نہ ہوا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب بروز پیر ٹی-وی پر چاند دکھائی دینے کا اعلان ہوا اور دہلی میں عید کی خریدی کا منظر دکھایا گیا تو ہم بھی اس اعلان کو تسلیم کر لیتے اور منگل کو عید کر لیتے تو کیا بگڑتا۔ ریاستوں کی رویت ہلال کمیٹیوں کو کیا ہو گیا تھا۔ سب نے اپنی کاہلی کا جواز پیش کرتے ہوئے آدھی رات کو اعلان کر دیا کہ منگل روزہ نہ رکھا جائے اور چہار شنبہ عید منائیں۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ وہ کس کے دباؤ میں آگئے تھے۔ قصابوں کے دباؤ میں یا ٹیلروں کے دباؤ میں۔ آخر یہ فیصلہ کیوں کیا۔ ان کی ذمہ داری تو چاند کے دکھائی دینے کی تصدیق ہے۔ ان کے اعلان پر عوام بھی بے وقوف بن گئے۔ مگر وقت پر عید ہو جاتی تو تازہ خوشی مل جاتی۔ شاید اب عوام کو اپنی بے وقوفی کا احساس ہو گیا ہے اور شاید وہ پھر رویت ہلال کمیٹی کے بہکاؤ میں نہیں آئیں گے۔ اب تو چاند دکھائی دینے کی تصدیق کیلئے مؤثر ذرائع موجود ہیں۔ اس سائنسی دور میں ہم ریڈیو اور ٹی وی کی نشریات کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے۔ رویت ہلال کمیٹی ہی کو برخاست کر دیں تو عین نوازش ہو گی۔ (ڈی ابراہیم شریف۔ لیکچرار رورل کالج۔ کنکاپورا)

ہمارے ہر کام میں دیر اب عید میں دیر

پیر کی رات آٹھ بجے کرناٹک وقف بورڈ کی ہلال کمیٹی نے اعلان کر دیا کہ شوال کا چاند نظر نہیں آیا اس لئے منگل کا روزہ ہے اور چہار شنبہ کو عید ہو گی۔ ساڑھے آٹھ بجے کی ہندی اور نو بجے کی انگریزی خبروں میں بتلایا گیا کہ لکھنؤ میں چاند نظر آ گیا اور لکھنؤ و دہلی میں منگل کو عید ہو گی۔ پھر جب وقف بورڈ کو فون کیا گیا تو وہاں سے کہا گیا کہ ہلال کمیٹی نے فیصلہ کر لیا ہے عید چہار شنبہ ہی کو ہو گی لوگ الجھن میں پڑ گئے اور انتظار کرنے کے بعد دس یا گیارہ بجے تراویح کی نماز پڑھی اور گھروں کو چلے گئے۔ رات تین بجے وقف بورڈ کے حوالے سے مساجد سے اعلان کیا گیا کہ چاند نظر آ گیا۔ منگل کو روزہ نہیں رکھنا اور عید چہار شنبہ کو ہو گی۔ سوال یہ ہے کہ رات کے آٹھ اور دو بجے کے درمیان کس نے اور کہاں چاند دیکھا؟ اگر کہیں چاند نظر آ گیا دیر سے ہی سہی تو منگل کے دن عید کیوں رکھی نہیں گئی؟ عید دوسرے دن کیلئے کیوں ملتوی کی گئی؟ اگر دور درشن کے آدھار پر چاند نظر آنے کا اعلان کیا گیا تو یہ رات دس بجے تک کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا وقف بورڈ ہلال کمیٹی اس کی وضاحت کرے گی؟ منگل کے دن روزہ بھی نہیں عید بھی نہیں! وقف بورڈ ہلال کمیٹی کا مسلمانوں سے یہ کیسا مذاق ہے۔ رمضان کے ختم ہونے کے دوسرے دن دو رکعت واجب نماز شکرانے کی طور پر ادا کی جاتی ہے اور ہم نے یہ نماز ایک دن دیر سے ادا کی گویا ہم نے عید کی نماز وقت پر نہیں بلکہ قضا پڑھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عید کا دن انعام کا دن ہے" اور یہ انعام کا دن ہم نے اپنی مرضی سے دوسرے دن کیلئے ملتوی کر دیا۔ ہمارے ہر کام میں دیر ہوتی ہے۔ نماز کو آنے میں دیر، نکاح میں دیری، میلاد کا جلسہ ہو یا کوئی اور اس میں دیری یہاں تک کہ ہم نے اللہ کا انعام حاصل کرنے میں بھی دانستہ ایک دن کی دیر کر دی۔ اللہ ہم سب کو نیک توفیق عطا کرے۔ (نذیر احمد نمبر پچاس پانچواں مین روڈ منڈ بلی بنگلور-۳۲)

جماعت احمدیہ کوڑالی (کیرلہ) میں
دو منزلہ عالی شان نئی مسجد کا افتتاح

صوبہ کیرلہ کی ابتدائی تین پرانی احمدیہ جماعتوں میں سے ایک جماعت احمدیہ کوڑالی میں نئی تعمیر شدہ دو منزلہ وسیع و عریض اور نہایت خوبصورت مسجد احمدیہ کا افتتاح مورخہ 18 دسمبر 98 بروز جمعۃ المبارک عمل میں لایا گیا۔

جماعت احمدیہ کے قیام کے ابتدائی دنوں میں کوڑالی میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک جھونپڑے میں جماعتی کام ہوتے رہے۔ اس کے کئی سالوں بعد 1952 میں ایک ہال تعمیر کر کے مسجد احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ ساتھ ہی مستورات کیلئے اس سے ملحق ایک اور ہال تعمیر کیا گیا۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ممبروں کے اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ جگہ بہت چھوٹی نظر آنے لگی۔ اور ایک بہت بڑی مسجد کی ضرورت کا احساس ہر ایک کو ہونے لگا۔ چنانچہ سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے محترم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب نائب صوبائی امیر جماعت احمدیہ کیرلہ کو خدا تعالیٰ نے 73 سینٹ پر مشتمل ایک قطعہ زمین اس ضرورت کیلئے اپنی جیب خاص سے خرید کر دینے کی توفیق عطا فرمائی اس کے بعد چند سال کے عرصہ میں مختلف مراحل میں اس کی تعمیر ہوتی رہی۔ بالآخر مرکز کے مالی تعاون کے علاوہ احباب جماعت اور مستورات کی عظیم قربانی کے ذریعہ بارہ لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ کر کے یہ دو منزلہ مسجد تعمیر ہوئی نچلا حصہ مردوں کیلئے اور بالا خانہ عورتوں کیلئے مخصوص کیا گیا۔ اس کار خیر میں حصہ لینے والے تمام احباب و مستورات کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ اُنہیں ثواب دارین نصیب فرمائے۔ آمین۔

افتتاحی تقریب

مورخہ ۱۸ر دسمبر کو محترم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ کیرلہ نے اجتماعی دعا کے ساتھ مسجد کو کھول کر اس کا باقاعدہ افتتاح کیا اس کے بعد تمام احباب و مستورات نے شکرانہ اور تحیۃ کی نمازیں ادا کیں۔

بعدہ خاکسار نے رمضان المبارک کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا۔ ادائیگی نماز جمعہ کے بعد خاکسار کی زیر صدارت افتتاحی تقریب عمل میں لائی گئی۔ مکرم بی منیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم سی مبارک احمد صاحب صدر جماعت کوڑالی کی استقبالیہ تقریر اور عزیزان ای دی تنویر صاحب اور وی پی شیجو صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم یوسفیر احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ نے تعمیر مسجد کے سلسلہ میں رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد محترم صوبائی امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے تعمیر مسجد کی اہمیت اور مسجد کو تقویٰ کے ساتھ بھرنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعائیہ چٹھی ارسال فرمائی کہ خدا تعالیٰ اس مسجد کو متقی نمازیوں سے بھر دے۔ یہ دعائیہ فقرہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کی تصویر تھی کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد کہ تم ہر مسجد میں زینت لیکر جایا کرو۔ اور یہ زینت تقویٰ اور طہارت کے بغیر کوئی اور چیز نہیں ہے۔

"انصار" سہ ماہی رسالہ کے خاص نمبر کا اجراء

اس کے بعد محترم صوبائی امیر صاحب نے مجلس انصار اللہ کیرلہ کے سہ ماہی رسالہ "انصار" کے رمضان خاص نمبر کی رسم اجرائی فرمائی۔

یہ سہ ماہی رسالہ جو نہایت اعلیٰ معیار کے مضامین پر مشتمل ہے پچھلے پانچ سال سے مکرم بی ایم کویا صاحب ناظم اعلیٰ انصار اللہ کیرلہ کی ذاتی توجہ اور ذاتی مالی قربانی کا مرہونِ منت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

اس رسم اجرائی کے بعد جماعت ہائے کینانور ٹاؤن کینانور سٹی۔ پنگاڑی ملنور۔ کوڈیا تھور۔ کالیکٹ کے نمائندگان نے اور مکرم سی ایچ عبد الرحمٰن صاحب سابق معلم کوڑالی اور مکرم عبد السلام صاحب معلم کوڑالی نے مختصر طور پر تقریریں کیں۔

اجتماعی دُعا کے بعد یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس کے بعد اِس تقریب میں شامل تمام احباب و مستورات اور غیر احمدی و غیر مسلم مدعوین کو نہایت پر تکلف ظہرانہ پیش کیا گیا۔

بعد نماز عصر مکرم سی مبارک احمد صاحب کی زیر صدارت منعقدہ تربیتی اجلاس میں مکرم سی ایچ عبد الشکور صاحب مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور خاکسار نے مختلف تربیتی اُمور پر روشنی ڈالی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو متقی نمازیوں سے بھر دے۔ اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنادے۔ آمین۔

(خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار

لولاک لما خلقت الافلاک

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے
نوحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
تبلیغ دین و نشر و اشاعت کے کام میں
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہوگا اسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا

ہمارے سید و مولا نہیں محتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا
جو اپنی زندگی ان کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخرُ الْاَنبیاء ہوگا

برائے خدمت خلق | اپنے مریضوں کا علاج | دعا - دوا - صدقہ - پرہیز | اور ہمیشہ خوش رہا کریں

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

درخواست دعا | جماعت احمدیہ عالمگیر (انٹرنیشنل) | منجانب محتاج دعا | جماعت احمدیہ اترپردیش

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX:(091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday, 25th Feb 1999 Issue No : 8

بقیہ صفحہ : (2)

(قادیانی مردہ" شائع کردہ کل ہند مجلس ختم نبوت صـ۱۲)

چونکہ بریلوی، دیوبندیوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں اس لئے بریلویوں کے نزدیک دیوبندیوں کی لاش اُکھاڑنا اور دیوبندیوں کے نزدیک بریلوی کی لاش اُکھاڑنا واجب ہے۔ شیعوں کے نزدیک سنیوں کی اور سنّیوں کے نزدیک شیعوں کی لاش قابل احترام نہیں۔ لیکن اس خود ساختہ فقہ پر فی الحال پاکستان کی سب سے کمزور اقلیت پر عمل کیا جارہا ہے۔ وہ دن بھی دُور نہیں کہ یہ فرقے بھی ایک دوسرے کی لاشوں کو کتّوں کی طرح پاکستان کی گلیوں میں قبرستانوں سے نکال کر گھسیٹیں گے۔ فی الحال مساجد اور امام باڑوں میں تو خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔

خدا بچائے پاکستان کے اس سرکاری اسلام سے! بالآخر ہم قارئین بدر کی خدمت میں مرحوم خلیل احمد صاحب کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے اور آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

(منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ : (۱۵)

سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دُعائیں سُنی نہیں جائیں گی۔ کیوں کہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددُعا کرے گا وہ بددعا اُسی پر پڑے گی۔ (ضمیمہ اربعین صـ۳-۴)

پیارے بھائیو! مندرجہ بالا تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی تائید و نصرت کرتا ہے۔ اور اُن کے مخالفوں کو اپنے قہری نشان دکھاتا ہے۔ مورخہ ۳۱-۱-۹۹ کے پاسبان میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ علماء اور دیگر رؤیت ہلال کمیٹی کی کرتوتوں کی وجہ سے عدالت میں گھسیٹا جارہا ہے۔ یہ تو دنیاوی عدالت ہے۔ جب اُن کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ اُس وقت اِن کا کیا حال ہوگا؟ پس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی اور امام الزماں ہیں۔ ان کو قبول کریں۔ ان کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے دُکھوں کو دور کریں۔ امام وقت کو مانے بغیر آپ کامیاب و کامران نہیں ہو سکتے کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کا غلبہ امام مہدی علیہ السلام سے خدا نے وابستہ کر رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ پر جمع ہو کر نصرت دین کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔ اسی میں آپ کی بھلائی اور نجات ہے۔

لجنہ اماء اللہ کانپور کے تحت جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لجنہ اماء اللہ کانپور یو-پی نے ۲۴-۱-۹۹ کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ کارروائی کا آغاز محترمہ گلریز بانو کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ عہد کے بعد مکرمہ شاہدہ پروین صاحبہ نے بعنوان "علمبردار انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" تقریر کی۔ پھر نیلم کوثر نے نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" بڑی خوش الحانی سے پڑھی اور گلریز بانو نے سنت مبارکہ پر عمل نہایت ضروری ہے "عنوان پر تقریر کی۔ بعدہٗ یاسمین آرا نے "بدرگاہِ ذی شان خیر الانام" سلام بہت خوش الحانی سے پڑھا۔ آخر پر صدر لجنہ نے دُعا کرائی۔ (شگفتہ ناز سیکرٹری لجنہ)

نماز جنازہ

سیدنا حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نماز جنازہ پڑھائی:

۱-نماز جنازہ حاضر — مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی
۲-نماز جنازہ غائب- — مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم مبارک احمد ساہی صاحب)

ایک ضروری گذارش

جملہ ناظمین و زُعماء کرام و اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی خدمت میں سالِ نو اور عید کی مبارکباد عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور مقبول خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا ہر قدم ترقی کی جانب بڑھتا چلا جائے۔ آمین۔

سالِ نو کے آغاز میں جملہ مجالس انصار اللہ بھارت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ لائحہ عمل برائے سال 1999ء کے مطابق اپنی مساعی کو تیز سے تیز تر کر دیں۔ اور ہر شعبہ کی جانب پوری توجہ دیکر باقاعدہ ہر ماہ اپنی مساعی کی رپورٹ دفتر انصار اللہ بھارت کو بھجوایا کریں۔ اس وقت خصوصاً مندرجہ ذیل اُمور قابلِ توجہ ہیں۔ اُمید ہے مجالس فوری طور پر اس جانب دستِ تعاون بڑھائیں گی۔

1-اپنی مجلس کی تجدید مکمل کر کے فوری طور پر بھجوادیں۔ امید ہے بلا تاخیر یہ کام سر انجام دیں گے۔

2-اپنی مجلس کا بجٹ بنا کر ایک کاپی اپنے پاس رکھیں اور ایک مرکز کو برائے ریکارڈ بھجوادیں۔

3-تعمیر دفتر و گیسٹ ہاؤس مجلس انصار اللہ بھارت کیلئے سالِ رواں میں پانچ لاکھ روپے کا بجٹ تجویز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر مجلس زیادہ سے زیادہ بجٹ مہیا کرنے کی کوشش کرے۔ اس تعلق میں ہر مجلس کو گذشتہ سال ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ اس ٹارگٹ کو امسال بہر حال پورا کریں۔ علاوہ ازیں ہر مجلس کے مخیّر اور صاحبِ استطاعت انصار بھائیوں کو دل کھول کر اس میں عطایا دینے کی تحریک کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال میں پہلے سے کہیں بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

یاد رہے کہ بلڈنگ کھڑی ہو چکی ہے۔ دفتر اس میں منتقل ہو چکا ہے لیکن ابھی اس کی پہلی منزل کے دروازے کھڑکیاں وغیرہ اور تمام بلڈنگ کے فرش اور پلستر کا بہت سا کام باقی ہے جس پر لگ بھگ دس لاکھ خرچ کا اندازہ ہے۔ اور اس خرچ کے علاوہ مرکزی فنڈ وغیرہ سے لئے گئے کئی لاکھ کے قرض بھی ادا کرنے ہیں۔ اُمید ہے مجالس اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گی۔

4-سال 1999ء کے بیعتوں کے ٹارگٹ کو پورا کرنے کیلئے دعوت الی اللہ کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے منتظمین تبلیغ کو بیدار کر کے اُن کے پاس ہر ماہ کا ریکارڈ رکھنے کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر نو مبائعین کی تربیت کی ذمہ داری بھی حضور انور نے ذیلی تنظیموں کے سپرد فرمائی ہے اس لئے نو مبائعین میں مجلس انصار اللہ قائم کر کے اُن کی تربیت کیلئے معیّن پروگرام بنا کر دفتر انصار اللہ کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی جاسکے۔ اس تعلق میں گذشتہ سال کما حقہٗ توجہ نہیں ہوئی۔ لہٰذا امسال اس طرف پوری توجہ دی جائے۔

5-جن جن مجالس میں انتخاب کی مدت پوری ہو چکی ہے وہاں پر دفتر کی جانب سے صدر صاحب یا امیر صاحب جماعت احمدیہ کو لکھا جارہا ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں زعماء کا انتخاب حسبِ قواعد کروائیں۔ اگر آپ کی مجلس میں ایسی اطلاع آئے تو آپ ان سے پورا پورا تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

......تقریب رخصتانہ......

مکرم منیر احمد صاحب خادم مدیر بدر کی بیٹی عزیزہ امۃ الباسط فرینہ کے رخصتانہ کی تقریب مورخہ ۲۵ر جنوری کو منعقد ہوئی قبل ازیں عزیزہ کا نکاح مکرم مولوی منصور احمد صاحب نائب مدیر بدر کے ہمراہ ہو چکا تھا۔ تقریب رُخصتانہ کے روز محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پہلے تو مسجد مبارک میں پھر مدرسہ احمدیہ کے ہال میں تقریب رُخصتانہ کے موقعہ پر دُعا کرائی۔ احباب سے اس شادی کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 27-2185 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893